مکاتیبِ یورپ

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

مجلس نشریاتِ اسلام
ا۔ کے۔ ۳۰۔ ناظم آباد مینشن۔ ناظم آباد ۱ کراچی ۱۸

www.abulhasanalinadwi.org

پاکستان میں جملہ حقوق طباعت و اشاعت
بحق فضل ربی ندوی محفوظ ہیں

نام کتاب	ـــــــ	مکاتیب یورپ
مصنف	ـــــــ	مولانا سید ابوالحسن علی ندوی
مطبع	ـــــــ	شکیل پرنٹنگ پریس کراچی
کتابت	ـــــــ	رئیس احمد
ضخامت	ـــــــ	۶۴ صفحات

ناشر
فضلِ ربی ندوی
مجلس نشریات اسلام ۱۔کے۔۳ ناظم آباد مینشن ناظم آباد کراچی ۱۸

www.abulhasanalinadwi.org

مقدمہ

یورپ کے مختلف ممالک میں مسلمان اور عرب ملکوں کے مسلم طلبہ بڑی تعداد میں زیرِ تعلیم ہیں اس کے علاوہ ان مغربی ممالک میں مسلمان باشندے بھی متعدد تعداد میں ہیں آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ صرف پیرس (فرانس) میں پانچ لاکھ عرب رہتے ہیں اور صرف مغربی جرمنی میں مسلمان طلباء کی تعداد ۱۵ ہزار کے لگ بھگ ہے۔ لیکن ان پر مغربی تہذیب و تمدن، افکار و نظریات کی گہری چھاپ ہے۔ مسلمان طلبہ میں اکثر ایسے ہیں جو اسلام سے بیگانہ اور ناآشنا اور مغربیت سے متاثر ہیں۔

اب سے تین سال قبل ڈاکٹر سعید رمضان (جو مصر کے باشندے اور مشہور دینی تحریک کے قائد ہیں۔) نے یورپ میں زیرِ تعلیم ان مسلمان طلباءؑ کی دینی اور فکری رہنمائی کے لئے جینوا (سوئٹزرلینڈ) میں ایک مرکز قائم کیا تھا جس کا نام اسلامک سینٹر رکھا۔

www.abulhasanalinadwi.org

خال محترم مولانا سید ابوالحسن علی ندوی شروع ہی سے اس مرکز کے بورڈ آف ڈائرکٹرس کے رکن ہیں لیکن باوجود دعوت واصرار کے اب تک اس کی میٹنگوں میں شرکت نہیں کر سکے تھے، اس مرتبہ مرکز (اسلامک سینٹر) کا اصرار اتنا شدید ہوا کہ باوجود گوناگوں مشغولیتوں اور رکاوٹوں کے مولانا کو آمادہ ہونا پڑا۔

آخر کار ۱۹ ستمبر ۶۳ء کو لکھنؤ سے روانگی ہوئی اور ۲۲ ستمبر ۶۳ء کو جینوا پہونچ گئے۔ آپ کے رفیق سفر ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی (جو پہلے بھی ان ممالک کا سفر کر چکے تھے) ہیں۔

سب سے پہلے مولانا نے اس میٹنگ میں شرکت کی جس کے لئے سفر کیا تھا۔ اس کے بعد یورپ کے اور دوسرے ملکوں کے سفر پر روانہ ہوئے ...... آپ سب سے پہلے پیرس گئے اس کے بعد لندن اور اسپین وغیرہ ان مقامات سے آپ نے اپنے عزیزوں کو کئی خطوط لکھے یہ خطوط یورپ کے صحیح خدوخال پیش کرتے ہیں اور ان میں ان ملکوں کی تاریخی، دینی، اخلاقی حالت کی صحیح تصویر آگئی ہے۔

چونکہ یہ خطوط ہلکے پھلکے اور دلچسپ ہونے کے ساتھ ساتھ معلومات افزا بھی ہیں اس لئے ان کی اشاعت مناسب خیال کی گئی۔

مولانا نے یہ خطوط اپنے برادرزادہ محمد الحسنی مدیر البعث الاسلامی

www.abulhasanalinadwi.org

اور عزیزی مولوی محمد رابع ندوی مدرس دار العلوم ندوۃ العلماء، نیز مولانا معین اللہ ناظر شعبۂ تعمیر و ترقی (ندوۃ) اور مولانا ابو العرفان مہتمم دار العلوم اور ناچیز راقم سطور کے نام تحریر فرمائے ہیں امید ہے کہ یہ خطوط دلچسپی اور شوق سے پڑھے جائیں گے۔

محمد ثانی حسنی
مدیر ماہنامہ رضوان، لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

(۱)

جنیوا سے

از اسلامک سینٹر (جنیوا)

عزیزان ارجمند!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خدا کرے تم سب بخیریت ہو۔ الحمد للہ کل اتوار ۲۲ ستمبر کو یہاں کے وقت سے دو بجے دن کو (جبکہ تمہارے یہاں ۶½ بجے یا شام کے ۷ بجے ہوں گے) جنیوا پہونچ گئے۔ ہوائی اڈہ پر سعید رمضان[1]، ڈاکٹر حمید اللہ[2]، ظفر احمد[3] انصاری، یحییٰ صالح[4] باسلامہ اور بعض دوسرے رفقائے مرکز موجود تھے، موسم بڑا خوشگوار ہمارے یہاں کے آخر

[1] مولانا مدظلہ کے داعی اور "المسلمون" کے ایڈیٹر، ایک دینی تحریک کے پرجوش قائد۔

[2] مشہور اسلامی محقق اور عالم پیرس یونیورسٹی کے اسلامیات کے پروفیسر۔

[3] پاکستان کے مشہور اہل قلم اور اہل علم ہیں۔

[4] ایک اسلامی مفکر اور ادیب پہلے مکہ مکرمہ میں تھے اب اسلامک سینٹر کے اسٹاف میں ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

اکتوبر کا ساتھا۔ اُتر کر مرکز میں ظہر کی نماز پڑھی، خدا کا شکر ہے کسی نماز کا وقت راستہ میں نہیں آیا، اب مختصر داستان سفر سنو!

کراچی ۲/۱ ۱۰ بجے رات کو پہونچ گئے۔ ہوائی اڈہ پر عم محترم سیّد محمد خلیل[1] صاحب، سیّد محمد جمیل صاحب، پھوپھا میاں، چچا طاہر[2] صاحب، احمد، اسحٰق، عامر اور دوسرے تبلیغی احباب موجود تھے۔ چونکہ پی آئی اے کے دفتر نئی دہلی کے مینیجر بھی ہم سفر تھے اس لئے ان کے کہنے اور تھوڑی سی گفتگو کے بعد اس کی اجازت دے دی گئی کہ ہم رات شہر میں گزاریں۔ قیام چچا محمد خلیل صاحب کے دولت خانہ پر ہوا۔ رات کو ۱۲ بجے سونا ہوا۔ ابھی آنکھ لگی تھی کہ یہ آواز کان میں آئی کہ کچھ اعزہ ملنے آئے ہیں، مجاہدہ تو بڑا معلوم ہوا مگر یہ خیال کر کے کہ ایسے مواقع عمر میں کبھی کبھی آتے ہیں۔ باہر نکل آئے دیکھا تو سید ابوبکر صاحب ان کے بیٹے سعد جن کی کار پر یہ قافلہ آیا تھا، والدہ احمد، والدہ سعد اور والدہ حسن، حسین، حسن اور اسحٰق تھے دیر تک یہ لوگ بیٹھے رہے ان کی واپسی پر کروٹیں بدلتے رہے۔ غنودگی

---

[1] قرآن سوسائٹی کے صدر ہیں اور مدارس کا ایک جال بچھا رکھا ہے آپ اور آپ کے صاحبزادے سید جمیل صاحب عیسائیت کے خلاف بڑا کام کر رہے ہیں۔ [2] مولانا سید ظلہ صاحب ایم اے سابق پروفیسر اورینٹل کالج احمد حسنی صاحب مولانا مدظلہ کے بھائی اور بچپن کے دوستوں میں ہیں پہلے جدہ اور قاہرہ میں رہ چکے ہیں باقی اور دوسرے حضرات اعزا ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

سی رہی اور رات تقریباً ایسی ہی گزر گئی لیکن تعجب ہے کہ ماندگی اور خستگی نہیں تھی، صبح ہوائی اڈے پر پہونچے تو اعزہ جن میں احمد بیش پیش تھے۔ موجود تھے۔ دو گھنٹے کے بعد طہران آیا بڑے شوق کی نگاہوں سے اس سرزمین رنگ وبو کو دیکھا۔ موسم خفیف سرد تھا بلکہ بہار کا سا ہوائی اڈہ بالعموم شہر سے دور ہوتا ہے اس لئے شہر کا اندازہ مشکل تھا۔ البتہ پہاڑ قریب نظر آتا ہے۔ شاید ۳، ۴ میل ہو۔ ہوائی اڈہ دستور زمانہ کے مطابق بڑا آراستہ اور گلزار تھا۔ وہاں سوائے ایرانی لہجہ اور فارسی زبان کے جس میں کبھی کبھی مسافروں کو ہدایات دی جاتی تھیں مشرقیت کا کوئی اور نشان نظر نہیں آتا تھا۔ تقریباً پچاس منٹ ٹھہر کر پھر سوار ہوئے، اب بیروت کی باری تھی تقریباً دو گھنٹہ کے بعد بیروت آیا۔ بیروت سے پہلے جہاز شہر دمشق کے اوپر سے گزرا۔ وہاں اتر کر طبیعت مکدر ہوئی۔ کوئی بات نہ اسلامیت کی تھی نہ عربیت کی، اسٹالوں پر عربی اخبارات ومطبوعات بالکل غائب تھے غسل خانہ میں طہارت وغیرہ کے لئے پانی استعمال کرنیکی بھی اجازت نہ تھی، ہوائی اڈہ بالکل گلدستہ بنا ہوا اور تحائف ونفائس سے پٹا ہوا تھا، بے پردگی اور بے تکلفی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا، بہرحال وہاں سے بھی روانہ ہوئے اب ہمارے جہاز کی طویل ترین پرواز تھی یعنی تین گھنٹے چالیس منٹ کے بعد جینوا آنے والا تھا۔ اس طویل وقت کو کاٹنے کے لئے جہاز کے "خوش ذوق"

www.abulhasanalinadwi.org

منتظمین نے علاوہ دوپہر کے کھانے کے متکلم فلم دکھانے کا بھی انتظام کیا تھا جس سے ہماری ’’بدمذاقی‘‘ نیز ’’کوتاہ بینی‘‘ نے متمتع نہ ہونے دیا مگر اس کا سلسلہ جینوا سے چند منٹ پیشتر تک قائم رہا۔ غرض سفر ہر طرح سے خوشگوار اور دلچسپ رہا۔ جہاز کے اعلانات میں پابندی سے انشا اللہ کے الفاظ کے دہرائے جانے سے ہر بار مسرت ہوتی تھی مگر اتنی ہی کوفت بیروت جینوا کے درمیان خواہش مندوں کو شراب مہیا کرنے سے ہوئی ہمارے ساتھ ایک غیر مسلم تاجر بیٹھے ہوئے تھے اس لئے اس منظر کو دیکھنا پڑا۔ کراچی کے ہوائی اڈہ پر جب ہم جہاز پر بیٹھنے کے انتظار میں قطار بنائے کھڑے تھے ایک سلام کی آواز آئی مڑ کر دیکھا تو ڈاکٹر ابرار مصطفٰے صاحب ڈاکٹر[1] صاحب کے استاد اور ہمارے دوست، مسلم یونیورسٹی کے استاد تھے جو اتفاقاً ہم سفر ہو گئے تھے۔ دونوں کو بڑی خوشی ہوئی، جینوا تک ان کا ساتھ رہا، دہلی اور کراچی کے اڈوں پر جتنی طوالت اور زحمت پیش آئی تھی اتنی ہی جینوا میں اختصار و سہولت رہی جینوا پہونچ کر سیدھے مرکز آئے تقریباً چالیس عرب طلبہ اور چند پاکستانی نوجوان موجود تھے۔ جن میں زیادہ تر انگلستان، جرمنی اور فرانس میں زیر تعلیم ہیں بڑی گرم جوشی سے ملے اور پھر رات تک انھیں کے درمیان رہے معلوم نہیں ہوتا تھا کہ یورپ میں ہیں یہی محسوس ہوتا تھا۔

---

[1] ڈاکٹر اشتیاق حسین صاحب جو رفیق سفر ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

کہ قاہرہ یا دمشق میں ہیں، نمازیں اذان وجماعت سے ہوتی رہیں، ہمارے پہونچنے کے بعد ہمیں امام منتخب ہوگئے بعد عشاء ایک خیرمقدمی مجلس ہوئی جس میں ایک نوجوان نے انگریزی میں ہمارا تعارف وخیرمقدم کیا اور فرمائش کی کہ اس کا جواب عربی میں دیا جائے اور آخر میں چند منٹ اردو میں تقریر کی جائے تاکہ غیرعرب بھی مستفید ہوں۔ تقریباً پون گھنٹہ تقریر ہوئی پھر سوالات کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ بعد نماز فجر دینی درس ہوا صفۃ الصلاۃ کے موضوع پر ہم نے تقریر کی جس میں حقیقت نماز اور نماز سے استفادہ کے طریقے بیان کئے۔ اس کے بعد پھر سوالات کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ ڈاکٹر حمیداللہ صاحب نے بڑا وقت ہمارے ہی ساتھ گزارا، بے تکلف کمرے میں تشریف لے آتے ہیں اور دیر تک بیٹھتے ہیں عجیب سادہ مخلص اور مسلمان آدمی ہیں انھیں سے یہ معلوم ہوا کہ یہاں کسی زمانہ میں اغالبہ عربوں کی حکومت رہ چکی ہے اور اسلامی آثار اب بھی پائے جاتے ہیں۔

سید رمضان کئی روز مسلسل محنت کرنے اور جاگنے کی وجہ سے بہت تھکے ہوئے ہیں، ابھی اطمینان سے ان کے ساتھ بیٹھنا نہیں ہوا نہ کوئی پروگرام بن سکا، ڈاکٹر حمیداللہ صاحب کی وسیع معلومات وسیع مطالعہ اور یورپ سے واقفیت سے برابر فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں۔ ظفر احمد صاحب بھی عنایت فرماتے رہتے تھے، ابھی آگے کا پروگرام نہیں بنا، ممکن ہے

www.abulhasanalinadwi.org

ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کی معیت در رہنمائی کی وجہ سے پہلے پیرس ہی جانا ہو جائے کہ اتنا اچھا رفیق اور رہبر نہیں مل سکتا۔

خدا کرے ہمارا یہ سفر دینی حیثیت سے مفید و کار آمد ہو خط لکھنے میں سستی ـــــــ اچھا خدا حافظ۔

تمہارا دعاگو

ابوالحسن علی

۲۳ر ستمبر ۱۹۶۳ء

www.abulhasanalinadwi.org

(۲)

برن سے

۲۵ ستمبر ۱۹۶۳ء

لوزان   برن

عزیزی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ یہ خط تم کو چلتی ہوئی ٹرین پر لکھ رہے ہیں۔ گاڑی لوزان سے (جہاں جنگ عظیم اوّل کے بعد کی وہ کانفرنس ہوئی تھی جس میں ترکی کا فیصلہ ہونا تھا) دارالسلطنت برن جارہی ہے راستہ کے مناظر نہایت دلکش ہیں اور کشمیر کے مناظر سے آنکھیں ملاتے ہیں۔ بعض حیثیتوں سے فائق، طلبہ بہت سے جاچکے۔ امتحانات قریب ہیں، بہت سے مقیم ہیں، بڑے ذہین، ممتاز اور پر محبت ہیں، سعدی کا مصرعہ یاد آتا ہے ؎

بصدق جوانان نوخواستہ

www.abulhasanalinadwi.org

ہمارے یہاں کے دین دار نوجوان صورت سیرت میں ممکن ہے فائق ہوں مگر ان میں ان کی سی گرم جوشی، سبک روحی، زندہ دلی اور وسعت قلب نہیں، تعلیمی حیثیت سے بھی ممتاز ہیں۔ عموماً یونیورسٹی کے اعلیٰ درجوں کے طالب علم ہیں اور اچھے گھرانوں کے۔

کل سید رمضان صاحب کے یہاں مشہور مستشرق جو امریکہ کی "مشرقِ وسطیٰ کے دوستوں" کی انجمن کا صدر ہے مدعو تھا ہم لوگ بھی کھانے پر تھے۔ خوب تبادلہ خیال رہا۔ نئے رجحانات و خیالات سننے کا ایسی مجالس میں خوب موقع ملتا ہے اور یہ اس سفر کا بڑا فائدہ ہے۔

شام کو شہر کی سیر کا پروگرام تھا۔ قدرتی حسن اور انسانی ذوق و تنظیم کا بڑا دلکش مجموعہ ہے۔ متعدد دیہاتوں میں سے گزرنا ہوا، دیہات کیا ہے معلوم ہوتا تھا کہ حضرت گنج[۱] کا محلہ ہے اور صفائی میں بڑھے ہوئے سیاسی حدود اور قوم پرستی کے بنیادوں کی بے بنیادی اور مضحکہ خیزی کا عجیب تجربہ ہوا، چلتے چلتے ایک جگہ ہمارے عرب رفیق نے جو موٹر چلا رہے تھے کہا کہ یہ فرانس کی حد ہے، دیکھا تو کوئی فرق اور امتیاز نہ تھا قریب تھا کہ ہم لوگ فرانس کی سرحد میں داخل ہو جائیں، ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے جو (REFUQEEC ARD) رکھتے ہیں آگاہ کیا کہ ایک بار

---

[۱] لکھنؤ کا ترقی یافتہ بازار جو انگریزوں کی رہائش گاہ تھا۔

www.abulhasanalinadwi.org

داخل ہوجانے کے بعد میں واپس نہ آسکوں گا۔ یہی حشر شاید ہمارا بھی ہوتا، معلوم ہوا کہ یہ سب کبڈی کے پالے ہیں اور لکیریں جو نیچے کھینچ دیتے ہیں، ہوائی اڈہ پر جہاں جہاز زمین پر دوڑتا ہے اس کا ایک حصہ فرانس کے حدود میں ہے اور اس سے لیا گیا ہے ایک جگہ پہاڑ کی وادی میں مغرب کی نماز پڑھی گئی، میں نے خود غرضی سے کام لیا اور اذان دینے کی پیش کش کی۔ جو لذت اس اذان میں آئی کم آئی ہوگی کہ یہ دشت وجبل اذان سے (شاید جب سے پیدا کرنے والے نے ان کو پیدا کیا ہے) محروم ہیں۔

ڈاکٹر ذکی علی ۳۲ سال سے یہاں مقیم ہیں، امیر شکیب ارسلان کی خدمت میں رہ چکے ہیں " الضیاء " مرحوم کے زمانے سے کان ان کے نام سے اور آنکھیں ان کے مقالات سے آشنا ہیں، عہد قدیم کی یادگار اور ع

یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے ——— کی تصویر ہیں

عالم اسلام سے سخت ناراض اور مسلمان حکومتوں سے مایوس ہیں ملاقات ہوئی اور ہماری کھانسی کی آواز سنی تو ماذا خسر العالم کا نسخہ نکال کر دکھایا کہ جہاں شرباصی صاحب نے تمہارے تعارف میں تمہاری پرانی کھانسی کا ذکر کیا ہے وہاں میں نے حاشیہ لکھا ہے کہ شفاہ اللہ واطال حیاتہ وجعلہ تذدہ صالحۃ (اوکما قال) پھر ایک چھوٹا موٹا سا دواخانہ عنایت فرمایا جس میں کھانسی، قبض، نیند وغیرہ کی دوائیں تھیں، ابھی تک یہ پروگرام

www.abulhasanalinadwi.org

ہے کہ ۲۸ ستمبر کو پیرس اور وہاں سے لندن کا سفر سوچا جا رہا ہے مگر یہ سب اللہ تعالیٰ کی مشیت و قدرت پر منحصر ہے اور انسانی ارادوں کی بے ثباتی کا نمونہ لکھنؤ میں دیکھا جا چکا ہے منزلِ مقصود آنے والی ہے۔ گھر میں سب کو سلام و دعا، اللہ تعالیٰ تم سب کی اور ہماری حفاظت فرمائے۔

دعاگو

ابوالحسن علی

۲۵، ستمبر ۱۹۶۳ء

www.abulhasanalinadwi.org

(۴)

جینوا سے

برن — جینوا

عزیزان ارجمند سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ برن جاتے ہوئے خط لکھنا شروع کیا تھا۔ ڈالنے کی نوبت نہیں آئی۔ شہر جینوا سے چھوٹا ہے مگر خوبصورت اور خوش منظر ہے۔

مرکز واپس آئے تو معلوم ہوا کہ محمد اسدؔ صاحب ملنے آئے ہیں اور بیٹھے ہوئے ہیں گرم جوشی اور محبت سے ملے، ڈاکٹر حمید اللہ وغیرہ موجود تھے اچھی علمی مجلس رہی۔ طلبہ ترجمہ وتفسیر کے متعلق ایسے سوالات کرتے رہے آج کل وہ ترجمہ قرآن اور اس کے حواشی میں مشغول ہیں۔ اپنے تاثرات کا

لہ ایک جرمن نومسلم عالم جنھوں نے اسلام پر بعض بہت موثر اور مفید کتابیں لکھی ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

اظہار کرتے رہے اور خود ڈاکٹر حمید اللہ سے جنھوں نے فرینچ میں ترجمہ کیا ہے. ترجمہ کی مشکلات کے متعلق تبادلہ خیالات کرتے رہے دیر تک دلچسپ و مفید مجلس رہی پھر رخصت چاہی اور کہا کہ پھر ملوں گا۔" طوفان سے ساحل[1] تک" کا ذکر آیا۔ ظفر احمد انصاری صاحب نے ذکر کیا کہ ایک دوست ROAD TO ECCA کا ترجمہ کر رہے ہیں اور دو ثلث کر چکے ہیں کہنے لگے کہ میں نے اجازت نہیں دی اور لکھ دیا ہے کہ ندوہ کی طرف سے ترجمہ شائع ہوا ہے۔ دوسرے ترجمہ کی اجازت نہیں،

رات مرکز کی مجلس انتظامی کا کام شروع ہوا اور کل صبح سے ظہر تک ہوتا رہا۔ اس سے فارغ ہو کر ڈاکٹر حمید اللہ پیرس کے لئے روانہ ہو گئے عجب درویش، مجاہد، سپاہی اور فنانی العلم آدمی ہیں۔ اپنی بہت سی خصوصیات میں نادرۂ عصر اور بے نظیر آدمی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالی نے اسی کام کے لئے پیدا کیا اور اسی کے لئے فرانس بھیجا ہے خود ان کا بھی یہی عقیدہ ہے، عجب زاہدانہ بلکہ فقیرانہ زندگی ہے ۱۵ - ۱۶ برس سے گوشت (مشتبہ ہونے کی وجہ سے) اور مچھلی انڈا (تجرد کی بناء پر) بالکل ترک کر رکھا ہے۔ سخت محنتی، جفاکش اور بے نفس آدمی ہیں۔ ان کے جانے کے بعد کچھ تنہائی سی محسوس ہوئی، دو تین دن میں بڑا انس اور تعلق پیدا ہو گیا

---

[1] یہ کتاب روڈ ٹو مکہ کا ترجمہ و تلخیص ہے جو محمد الحسنی صاحب نے کیا ہے ۔

www.abulhasanalinadwi.org

تھا۔ اب انشاءاللہ پیرس میں ان سے ملاقات ہوگی۔

ڈاکٹر صاحب کے مشورہ سے ہفتہ ۲۷ ستمبر کو پیرس کا پروگرام بنایا تھا اور ٹرین سے سفر طے پایا تھا تاکہ ملک کو اچھی طرح دیکھ سکیں ۴۵/۲ دوپہر کو ٹرین جاتی ہے اور ۷ بجے مغرب کو پیرس پہونچ جاتی ہے۔ مگر معلوم ہوا کہ ٹرین سے زیادہ خرچ ہے اور اس طرح سفر کہ پہلے پیرس پھر لندن پھر میڈرڈ پھر جینوا تقریباً مفت پڑے گا۔ ہوائی کمپنیوں نے سیاحوں کے لئے جینوا لندن کے ٹکٹ میں خاص رعائتیں رکھی ہیں، میڈرڈ بالکل مفت ہوجاتا ہے۔ سید رمضان نے پہلے سے اسپین کا پروگرام بنا رکھا تھا ان کی خواہش وفرمائش ہے کہ ہم اندلس مرحوم کے متعلق کچھ لکھیں۔ اب انشاءاللہ ۲۷ کو پیرس ۳، ۴ دن وہاں ٹھہر کر لندن۔ پھر میڈرڈ پھر جینوا آگے کا پروگرام انشاءاللہ پھر مرتب ہوگا۔ مولوی عبداللہ صاحب[۱] کو خط لکھا ہے کچھ علم نہیں، ہیں یا چلے گئے۔ ان کی معرفت خط لکھ سکتے ہو۔ اگر فوراً توجہ کرو۔

ابھی معلوم ہوا کہ جینوا سے پیرس۔ پیرس سے لندن، لندن سے میڈرڈ (اسپین) پھر وہاں سے جینوا تک کے صرف تقریباً پچاس روپیہ زیادہ دینے پڑے گویا یہ پورا ہوائی دورہ صرف ۴۰۰، ۵۰ کے اضافہ سے ہوجائے گا۔

علی

---

[۱] ایک ندوی فاضل ہیں اور الرابطۃ الاسلامیہ (مکۃ المکرمہ) کے اسٹاف میں ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

(۴)

پیرس سے

پیرس — ۳۰ ستمبر ۱۹۶۳ء

عزیز از جان سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے تم سب اچھے ہوگے ہم کل ۲۹ ستمبر اتوار کو دس بجے ہوائی جہاز سے پیرس کے لئے روانہ ہوئے اور پچاس منٹ میں پیرس پہونچ گئے اتنا ہی وقت ہوائی اڈہ سے شہر پہونچنے میں لگا۔ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب (AIR TERMINUS) پر موجود تھے۔ انھوں نے ایک صاف ستھرے پرسکون ہوٹل میں ٹھہرایا۔ اس وقت سے انہیں کے مہمان ہیں وہی سب مصارف کے متکفل ہیں کتنا ہی اصرار کرتے ہیں مانتے نہیں۔

پیرس کو اس سے زیادہ ترقی یافتہ، منظم اور خوبصورت پایا جتنا سنا تھا یا جتنا سمجھتے تھے مگر اس سے زیادہ تاریک بے روح اور اسلام کے اثرات سے (باوجود پانچ لاکھ عرب مسلمانوں کے شہر میں موجود ہونے کے) محروم اور خالی پایا جتنا سمجھتے تھے یا جتنا تصور تھا۔ سب سے بڑے سرکاری

www.abulhasanalinadwi.org

رومن کیتھولک (NOTREDAME) اور اس کے رسوم و عبادات کو دیکھ کر اسلام کی جیسی قدر آئی اس کے بغیر مشکل ہے۔ الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ لقد جاءت رسل ربنا بالحق۔ لوور (LOUVERE) میوزیم شہر عجائب ہے۔ پورا شہر جس کے لئے کئی ہفتے درکار ہیں اور یہاں کے لئے ضخیم کتاب بھی ناکافی زیر زمین گاڑیوں پر پہلی مرتبہ سفر کیا اوپر دریائے سین (SEINE) بہتا ہے اور نیچے ریل جا رہی ہے اور اسٹیشن بنے ہوئے ہیں۔ آدمی کا کم سے کم کام رہ گیا ہے ورنہ اس کو بالائے طاق بٹھا دیا گیا ہے۔ تمدن اپنے عروج و ترقی کے آخری منازل پر ہے۔ مگر مشرق میں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی تھی اور ہمارا سارا لٹریچر ان کے تذکرے سے بھرا ہوا ہے۔ یہاں کہیں ان کا نام و نشان نہیں۔ ہماری مراد "حضرت دل" سے ہے یہاں اس نام اور ان صفات کی کوئی ہستی پائی نہیں جاتی۔ ناشتہ کا وقت ہو رہا ہے اور ڈاکٹر صاحب آنے والے ہیں پھر باہر نکل جانا ہوگا۔ اس لئے خط ختم کرتے ہیں۔ لکھنؤ رائے بریلی ہر جگہ کی خیریت لکھنؤ سب بھائیوں کو سلام۔ اپنی بہنوں کو بھی۔

والسلام

علی

www.abulhasanalinadwi.org

(۵)

پیرس سے

پیرس — یکم اکتوبر ۱۹۶۳ء

عزیزی سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آج پیرس کے قیام کا آخری دن ہے۔ کل انشاء اللہ تعالیٰ ۱۱ بجے صبح لندن کے لئے روانگی ہے، ۱۱ بجے دن کو جہاز پرواز کرتا ہے۔ بتاتے ہیں کہ ۵۰ منٹ میں لندن پہونچ جاتا ہے۔ والامر بید اللہ تعالیٰ اگر خدا کو منظور ہوا تو یہ خط لندن جا کر مکمل اور ڈاک کے حوالہ ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

کل کا آدھا دن ۹ بجے صبح سے ایک بجے دوپہر تک کا کام ضروری انتظامات سفر میں گزرا پہلے (AIR FRANCE) کے دفتر جا کر لندن کے لئے نشستیں محفوظ کرائیں، پھر لندن دوستوں کو تار دیا اور تم لوگوں

www.abulhasanalinadwi.org

کے نام خطوط پوسٹ کیے ان سب مقامات پر جا کر کاموں کی تکمیل میں آدھا دن گزر گیا۔ اگرچہ شہر بہت بڑا ہے (پچاس لاکھ کی آبادی کا وسیع و باعظمت و قدیم شہر) لیکن زیر زمین ٹرین نے منزل مقصود پر پہونچنا بہت آسان کر دیا ہے زیر زمین پورے شہر میں ریلوے لائن کا جال بچھا ہوا ہے تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر اندر جانے والے زینے بنے ہوئے ہیں جس سے اتر کر (UNDERGROUN.D) اسٹیشن آتا ہے۔ ہر شخص چلتے چلتے قریب تر اسٹیشن سے سفر کر سکتا ہے بالکل جس طرح ہمارے شہروں میں ایک جگہ سے دوسری جگہ تانگے اور رکشے استعمال ہوتے ہیں۔ اسی طرح یہاں زمین دوز ٹرینیں، اسٹیشن بہت قریب قریب ہیں تاکہ ہر شخص اپنی جگہ پہونچ سکے۔ آنے جانے والوں کی بڑی تعداد انھیں زمین دوز ٹرینوں سے ایک جگہ سے دوسری جگہ آتی جاتی ہے۔ اس لئے بالائے زمین جو نقل و حرکت جاری ہے اور شدید ٹریفک ہے وہ لوگوں کی نقل و حرکت میں مانع نہیں اسٹیشن نہایت خوبصورت صاف ستھرے ہیں۔ ہوائی اڈہ پر بھی دیکھا اور بعض اسٹیشنوں پر بھی کہ زینہ پر پاؤں رکھ دینا کافی ہوتا ہے اور کھلتا جاتا ہے اور آدمی چڑھتا یا اترتا جاتا ہے۔ اگر یہ معلوم کرنا ہو کہ کس راستہ سے جانا چاہیئے یا کون سی ٹرین اختیار کرنی چاہیئے تو ناموں کی فہرست میں اپنے اسٹیشن کے نام پر انگلی رکھ دے۔ نقشہ میں پوری لائن

کے بلب روشن ہو جائیں گے اور معلوم ہو جائے گا کہ یہ لائن یوں گئی ہے اور ٹرین فلاں فلاں جگہ تبدیل کرنی ہے کہیں کہیں اسٹیشنوں پر خود کار لفٹ ہیں جو خود کا چڑھاتے اتارتے رہتے ہیں وہاں کوئی آدمی مقرر نہیں غرض تمدن وصنعت جدید نے نہ صرف انسان کے دل اور روح کو بے عمل ومعطل بنا دیا ہے بلکہ وہ اس کے (سوائے دماغ کے) دوسرے قوائے جسمانی کو بھی معطل بناتی جا رہی ہے اور ان کی افادیت کے خلاف ایک مستقل چیلنج بنتی جا رہی ہے۔

کل ہی شام کو ہم نے فرانس کا قدیم قصر شاہی اور مشہور باغ ورسالی (VERSILE) دیکھا اور اس کے لئے ایک لوکل ٹرین پر سفر کیا ورسالی تقریباً یہاں سے ۱۲۔ ۱۵ میل پر ہوگا۔ قصر کا عجائب خانہ تو بند ہو گیا تھا (اور غالباً اس میں ہمارے ذوق کی چیزیں کم بھی ہیں زیادہ تر تصاویر ہیں) لیکن باغ دیکھا، حقیقتاً عظیم الشان باغ ہے، ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کی (ایک فرانسیسی مستند حوالہ کی بنا پر) تحقیق ہے کہ یہ عہد جہانگیری کے شالامار باغ کی نقل ہے اور دیکھنے سے بھی یہ معلوم ہوا اس لئے کہ باغ کے مختلف طبقے ہیں اور وہی ترتیب ہے جو لاہور اور سری نگر کے شالامار باغ میں ہم نے دیکھی تھی۔ باغ کے نیچے کے طبقہ میں ایک حوض ہے جو مستطیل ہے اور غالباً ایک میل طویل ہوگا اس سے باغ کی رونق ومنظر میں بڑا اضافہ

www.abulhasanalinadwi.org

ہوا ہے۔

آج یکم اکتوبر کا دن بعض اہم چیزوں کے دیکھنے میں گزرا پہلے COLLEGE FRANCE دیکھا یہ ادارہ یونیورسٹی کا ہم پلہ سمجھا جاتا ہے اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں نہ کوئی فیس ہے نہ امتحان نہ کوئی سند دی جاتی ہے، جس کا جی چاہے تعلیم میں شریک ہو جائے تعلیم کا معیار بھی یونیورسٹی کے برابر ہے۔ اس کے بعد پیرس یونیورسٹی دیکھی۔ یہ عام طور پر سربون (SORBONNE) یونیورسٹی کہلاتی ہے۔ سربون دراصل ایک راہب کا نام ہے جس نے یہاں عہد قدیم میں خانقاہ قائم کی تھی یورپ میں عموماً بڑے بڑے تعلیمی مرکزوں کا آغاز دینی روحانی مرکزوں (کلیساؤں اور خانقاہوں) سے ہوا۔ کیمبرج، آکسفورڈ، سربون سب کا سرچشمہ کوئی کلیسا یا خانقاہ ہے، ہمارے یہاں بھی الازہر، جامع القرویین جامع الزیتونہ اس کی مثالیں ہیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مذہب نے (ہر مذہب نے) علم کی کیسی سرپرستی کی ہے۔ سربون یونیورسٹی میں اس وقت بیاسی ہزار سے زائد طالب علم زیر تعلیم ہیں، ہم یونیورسٹی کے اندر گئے، آج کل تعطیل گرما ہے، طلبہ کے داخلے ہو رہے ہیں۔ میڈیکل کالج ہمارے قریب ہی ہے، میڈیکل کالج میں چھبیس ہزار طالب علم ہیں۔ تین بڑی وسیع عمارتیں ہیں، راستہ میں ایک ایسے چرچ سے گزرے جہاں

www.abulhasanalinadwi.org

مشاہیر عالم کی راکھ دفن کی جاتی ہے راستہ میں (LUXEMBURG) لگ زمبورگ میں گئے جو سینٹ (SENATE) یعنی (UPPER HOUSE) سے متعلق ہے، یہ باغ دو میل کا وسیع رقبہ ہے اس کے بعد یونائٹڈ نیشن — UNITED NATIONS کی عمارت دیکھی جس کا ہال دنیا کا سب سے بڑا ہال سمجھا جاتا ہے۔ یہاں دو مرتبہ اقوام متحدہ کا اجلاس ہو چکا ہے یہاں بحری عجائب خانہ اور ایک انسانی عجائب ہے جس میں ہر ملک کے انسان کی معاشرت رسوم، لباس، طریق عبادت کو دکھایا ہے اس کے بعد دنیا کا سب بلند مینارہ (EIFFEL TOWER) دیکھا جو ۹۸۶ فٹ بلند ہے یعنی اگر زمین پر بچھا دیا جائے تو دو فرلانگ جگہ گھیرے اس پر لفٹ کے ذریعے جاتے ہیں اوپر ریسٹوران بھی بنے ہوئے ہیں کہ آدمی ناشتہ کر سکے۔

ایفل ٹاور دیکھنے کے بعد ہم نے BIBLIOTHEQUE NATIONALE یعنی قومی کتب خانہ دیکھا۔ اس میں سات ملین (ستر لاکھ) منتخب کتابیں ہیں صرف چار ہزار رسالے جاری ہیں کہتے ہیں کہ روزانہ ایک دیگن کتابیں آتی ہیں مطالعہ کا تو نہ تھا۔ مطالعہ کرنے والوں اور مطالعہ کی جگہوں کو ضرور دیکھا۔ اندر جانے اور کتاب دیکھنے کے لئے باقاعدہ پوری اجازت حاصل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کا وقت نہ تھا۔ ایک کتب خانہ بھی ہے جس میں فرانسیسی زبان کی ہر چھپی ہوئی کتاب موجود ہے اس میں

www.abulhasanalinadwi.org

چھ ملین (ساٹھ لاکھ) کتابیں ہیں۔ واپسی میں مدرسہ السنہ شرقیہ SCHOOL ORIENTAL LANGUAGES پر نظر ڈالتے ہوئے اپنی قیام گاہ کو واپس ہوئے اور حسب معمول دوپہر کا کھانا (SELF SERVICE) ہوٹل میں کھایا یہاں خود ہی چیزوں کو انتخاب کرکے خود ہی کشتی پر رکھ کسی میز پر جانا پڑتا ہے اگر ڈاکٹر صاحب کی رہنمائی نہ ہوتی تو ہم مسلمانوں کے لئے یہاں محرمات سے محفوظ رہنا مشکل ہے

یہ تو ایک سیاح کی ڈائری ہوئی۔ چند لفظ فرانسیسی قوم اور اس مغربی تمدن کے متعلق! فرانسیسی قوم عجب متضاد چیزوں کا مجموعہ ہے زبان کی شائستگی اور خوش اخلاقی یا تکلفات میں مشرق بلکہ اودھ کی تہذیب سے قریب تر، جلد مانوس و بے تکلف ہوجانے والے جس کو عربی میں "خفیف الروح" کہتے ہیں مگر حقیقی اخلاق سے عاری۔ لطافت و نظافت ہر چیز سے نمایاں مگر حقیقی طہارت و نظافت سے محروم، غسل خانوں کا بالکل رواج نہیں۔ ہوٹلوں میں بھی عموماً نہیں۔ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے بتایا کہ پرانے شاہی قصور و محلات میں سب جگہیں ہیں اور بڑے تکلف والی مگر غسل خانے بالکل مفقود، کہتے تھے کہ غسل کی عادت بہت کم ہے بعض برسوں نہیں نہاتے۔ غالباً یہ رومن کیتھولک کا اثر ہے اور قرون وسطی میں اس کے راہبوں اور علماء کی غسل و نظافت سے وحشت تاریخ اخلاق

www.abulhasanalinadwi.org

یورپ کی کتابوں میں معروف و مسلم ہے۔

یورپ میں عورت کو جو مقام و احترام حاصل ہے اس کا طلسم بھی خوب ٹوٹا۔ بے چاری بھاڑے کا ٹٹو بن گئی ہے۔ دوکان دار وہ ہے، قلی وہ ہے ادنیٰ ادنیٰ اسامیوں پر معمور، ریل، میٹرو، بسوں سب جگہ دھکے کھاتی پھرتی ہے، مرد آرام سے بیٹھا ہوتا ہے اور عورت کھڑی، نسوانیت وحیا و کشش اس سے بالکل مفقود ہو چکی ہے۔ اسی سے موجودہ، ادب تصویر، فلم سازی اور افسانوں کے موجودہ رجحان اور روز افزوں عریانی کی وجہ سمجھ میں آئی کہ عورت میں کوئی دل آویزی اور کشش باقی ہی نہیں رہی اس لئے اس کو ان ذرائع سے پیدا کرتے اور مردوں کے احساسات کو بیدار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مغرب کی نماز طے شدہ نظام کے مطابق پیرس کی اس "جامع مسجد" میں پڑھی جو حکومت فرانس نے تعمیر کی ہے اور جس کو دیکھنے اور وہاں آنے کی سرکاری دعوت کو اقبال مرحوم نے یہ کہہ کر رد کر دیا تھا کہ یہ دمشق کی گولہ باری کی قیمت ہے۔ مسجد میں جا کر بجائے انشراح کے انقباض ہوا مسجد نہایت خوبصورت، منقش ہے، مراکشی طرز تعمیر پر بنی ہے، مغرب کی اذان بڑی تاخیر و انتظار کے بعد ہوئی۔ امام صاحب پھر بھی برآمد نہیں ہوئے ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کو ہم نے آگے بڑھا دیا، اور نماز پڑھی، معلوم ہوا کہ مسجد پر

www.abulhasanalinadwi.org

حکومت فرانس کا پورا کنٹرول ہے، عام مسلمان امام اور ڈائرکٹر صاحب سے شاکی ہیں اور بہت کم مسجد میں آتے ہیں، جمعہ میں بھی دو صفوں سے زیادہ نہیں ہوتیں۔ پانچ لاکھ کی مسلمان آبادی میں تین سو آدمیوں کا اوسط ہر جمعہ ہوتا ہے، دینی بے حسی و بے ہمتی کا شکوہ کہاں تک کیا جائے حکومت نے سرکاری مذبح میں مسلمانوں کے لئے علیحدہ مسلخ و ذبح خانہ کا انتظام کیا مگر وہ عملاً بند رہتا ہے اس لئے کہ مسلمان وہاں آکر حلال و مذبوح گوشت خریدنے کی زحمت گوارا نہیں کر سکتے۔ حالانکہ شہر میں (ڈاکٹر صاحب کے بیان کے مطابق) دو سو مسلمان ریسٹوران ہیں مگر مذبوح گوشت کا اہتمام نہیں، اس کے بعد حکومت کی کیا شکایت کی جائے۔ ہر کہ بر ما است از ما است

نماز مغرب سے فارغ ہو کر حسن ترابی کے ساتھ ان کے ایک عرب دوست کے مکان پر گئے جہاں عرب طلبہ کا ایک اجتماع طے تھا۔ حسن ترابی سوڈان کے ایک معزز گھرانے کا ایک ذہین نوجوان ہے۔ پیرس میں قانون میں ڈائرکٹریٹ کر رہا ہے، اس کی شادی مہدی سوڈانی کے خاندان میں ہوئی ہے، بھائی بھی خرطوم میں انجینئرنگ کالج کے پرنسپل ہیں جنیوا آئے تھے وہیں سے تعارف ہوا۔ وقت کی قلت اور فاصلوں کی وجہ سے نیز اس وجہ سے کہ اکثر طلبہ چھٹیوں میں اپنے وطن یا یورپ کے دوسرے شہروں میں گئے ہوئے ہیں۔ صرف تین طالب علم آسکے، اور کوئی اجتماع نہیں ہو سکا۔

www.abulhasanalinadwi.org

اس لحاظ سے پیرس کا سفر اجتماعات اور ملاقاتوں سے خالی گیا۔ جس کا افسوس ہے پیرس کے لئے کم سے کم دو ہفتہ کی مدت ہونی چاہیئے، پھر بھی خدا لایا تو شاید کچھ کام کی بات ہوسکے۔ باقی مغربی تہذیب کے مرکزوں کو دیکھنا اور نقطۂ عروج پر پہونچنے کے بعد اس کا جائزہ لینا چاہتا ہے اور اس کے متعلق پختہ تلی رائے قائم کرنا چاہتا ہے۔

والسلام

علی

www.abulhasanalinadwi.org

(۶)

لندن سے

لندن ۲/اکتوبر ۱۹۶۳ء

عزیزی سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ تم سب بخیر وعافیت ہوگے کل یکم اکتوبر کو صبح ڈاکٹر حمید اللہ صاحب ہوٹل تشریف لائے۔ حسن ترابی بھی اپنی کار لے کر آگئے، ان دونوں حضرات کی معیت میں (AIR TERMINUS) آئے اور وہاں سے ہوائی اڈہ، ٹھیک گیارہ بجے ہوائی جہاز روانہ ہوا۔ سخت کہر تھا۔ بار بار احتیاطی ہدایات دی جارہی تھیں۔ ٹھیک ۴۵ منٹ میں لندن آگیا، بچپن سے جس شہر کا عظمت وحیرت سے نام سنتے تھے بالآخر وہاں پہونچ گئے۔

www.abulhasanalinadwi.org

قالوا خراسان اقصی مایرادبنا

ثم القفول، فقد جئنا خراسانا

ہوائی اڈہ سے (AIR TERMINUS) تقریباً ۲۰، ۲۵ میل ہے یہ فاصلہ بس پر طے کیا۔ وہاں پہونچے تو احباب کی ایک جماعت لینے کے لئے موجود تھی، سب سے پہلے لکھنو کے مسرور احمد نظر آئے جو یہاں دو ڈھائی سال سے ہیں اور تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ان کے ساتھ مقامی تبلیغی جماعت کے افراد تھے، آگے بڑھ کر مولانا ظفر احمد انصاری، اطہر حسین صاحب، سید منور حسین وغیرہ نظر آئے، اسی اثنا میں مولوی عبداللہ صاحب پہونچے وہ ہوائی اڈہ پر پہونچے تھے۔ وہاں سے تعاقب کرتے ہوئے یہاں پہونچے ان کو دیکھ کر آدھی مسافرت جاتی۔ ان کے سفر کا پروگرام بن چکا تھا آمد کی اطلاع پاکر اس کو ملتوی کیا۔ اب ہم انھیں کے ساتھ ٹھہر رہے ہیں ممکن ہے وہ اسپین بھی ہمارے ساتھ جائیں اس وقت تو منور حسین صاحب کے مکانوں میں سے ایک مکان اور ظفر احمد صاحب اور ان کے صاحبزادہ ظفر اسحٰق کی قیام گاہ پر آگئے۔ کچھ ٹھہر کر مولوی عبداللہ صاحب کی قیام گاہ پر گئے، جگہ پسند آئی۔ وہاں سے لندن کے تبلیغی مرکز (LONDON EAST) کی مسجد گئے، عشاء کی نماز وہیں پڑھی، رات ظفر اسحٰق صاحب کی قیام گاہ پر گزاری، اب مولوی عبداللہ صاحب کے یہاں کی تیاری ہے۔ خطوط وہیں

www.abulhasanalinadwi.org

کے پتے پر بھیجے جائیں۔

لندن انشاءاللہ دو ہفتے قیام کا ارادہ ہے۔ اسی اثناء میں یہاں کے کتب خانوں سے بھی فائدہ اٹھایا جائے گا اور آکسفورڈ کیمبرج وغیرہ کی شہرہ آفاق تعلیم گاہیں بھی دیکھی جائیں گی۔ والامر بید اللہ تعالیٰ۔

والسلام

علی

www.abulhasanalinadwi.org

(۷)

لندن سے

لندن ۷، اکتوبر ۶۲ء

عزیزی سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ خدا کرے آپ بالکل اچھے ہوں۔ لکھنؤ سے کوئی خط نہیں آیا جس سے آپ کی خیریت اور وہاں کے حالات معلوم ہوتے۔ ہم نے متعدد مفصل خطوط لکھے جو امید ہے آپ کی نظر سے بھی گزرے ہوں گے۔

یہاں لندن کا قیام سب سے زیادہ پُرراحت، مفید اور دلچسپ ثابت ہوا۔ مولوی عبداللہ صاحب کے پاس قیام ہے۔ ایک کمرہ ایک مرکزی مقام پر ان کے پاس تھا۔ ایک مزید وسیع کمرہ اور لے لیا۔ فرنیچر، ٹیلی فون انگیٹھی، گیس ہر چیز کا آرام ہے۔ مسرور لکھنوی اور ان دونوں صاحبوں کی

www.abulhasanalinadwi.org

وجہ سے ہندوستانی کھانے کا لطف حاصل ہے۔ بالکل قاہرہ اور کویت[1] کا سا لطف ہے۔ کسی وقت یہ احساس ہوتا ہے کہ ہم لندن میں ہیں۔ ورنہ معلوم ہوتا ہے کہ بمبئی یا رنگون میں ہیں، ہندوستانی پاکستانی کثرت سے ہیں (ایک لاکھ تعداد بتائی جاتی ہے) ہندوستانیوں، پاکستانیوں میں یہاں بڑی محبت و تواضع ہے۔ خصوصاً جو طلبہ یہاں لندن یونیورسٹی اور کالجوں میں تعلیم پا رہے ہیں یا کچھ کام کرتے ہیں ان میں تو ایسی تواضع، سادگی خلوص اور طلب پائی جاتی ہے جس کا وہاں سے تصور نہیں ہو سکتا تھا۔ انھیں کے ہم جنس وہاں اکثر متکبر نظر آتے ہیں اور غیر سنجیدہ، اکثر ملنے آتے ہیں اور ساتھ رہتے ہیں۔ ڈاکٹر حفیظ الرحمٰن صدر شعبہ قانون علی گڑھ کے صاحبزادہ رشید الظفر ایک ڈاکٹر جاوید، ایک صاحبزادہ منصور، جنگ صاحب کے لڑکے محبوب، سب بڑی سعید روحیں اور سلیم الطبع نوجوان ہیں۔ اول الذکر کے یہاں تاریخ دعوت دعزیمت دیکھی جس کو وہ برابر گردش میں رکھتے ہیں۔ ان کو دیکھ کر اپنے دینی مدرسوں کے دینی واخلاقی انحطاط پر افسوس ہوتا ہے نیز ان نوجوانوں پر جو عائلی مستکبر کا نمونہ ہیں۔ کل یہ لوگ اپنے یہاں لندن ہاؤس میں لے گئے تھے ڈھائی تین سو آدمیوں کے رہنے کی عظیم عمارت ہے۔ ہر کمرہ میں ٹیلیفون ہے اور دوسرا سامان آسائش (ہیگ وغیرہ) ڈاکٹر ابرار

---

[1] ان دونوں شہروں کے سفروں میں مولانا کے ساتھ ہم مذاق رفقا تھے۔

www.abulhasanalinadwi.org

مصطفٰے ابھی آ گئے تھے خوب رونق رہی۔ سنجیدہ سوالات کرتے تھے اور توجہ وقدر سے سنتے تھے۔

لندن دیکھا۔ بعض مشہور چیزوں کو دیکھ کر حیرت ومایوسی ہوئی۔ بعض کو دیکھ کر تاثر وقعت، قصر بکنگھم بہت معمولی معلوم ہوا، لکھنؤ کا گورنمنٹ، ہاؤس کہیں زیادہ شاندار۔ ۱۰ ڈاؤننگ اسٹریٹ جو وزیر اعظم کا دائمی محل اور دفتر اور گویا برطانیہ کا دار الحکومت ہے، باہر سے بڑا حقیر ومعمولی، لکھنؤ کے ڈپٹی کمشنر کی کوٹھی کہیں زیادہ شاندار اور وسیع، اندر سے سنا ہے کہ کروڑوں روپے حال میں اس کی مرمت اور آرائش میں صرف ہوئے ہیں۔ انگریز قوم حد درجہ کی قدامت پسند اور روایات پرست ہے ان دونوں مکانوں کو انکی قدامت وتاریخ کی وجہ سے لگائے ہوئے ہے اور نقل مکانی نہیں ہوتا، خواہ مرمت میں کروڑوں روپے صرف ہو جائیں۔

میوزیم بڑے شاندار، معمور اور مفید پائے، نیچرل ہسٹری میوزیم سائنس میوزیم، البرٹ میوزیم اور ویسٹ منسٹر ایبے کا گرجا دیکھا جو تاج پوشی کی جگہ اور مشاہیر کا مدفن ہے۔ یہ میوزیم قابل دید ہیں اور ان کے لئے سفر جائز۔ البرٹ میوزیم کا اسلامک سیکشن بھی خوب ہے اور خوب نوادر دیکھے۔

جو دیکھے ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارہ

www.abulhasanalinadwi.org

سائنس میوزیم میں تمام جدید آلات کی تدریجی ترقی (موٹر، ریل گاڑی بحری جہاز گھڑی وغیرہ) کو خوب دکھایا ہے۔ آپ، یاد آئے علی ہذا القیاس ہائڈ پارک کا تماشا بھی دیکھا ——

—— سنا تھا کہ ہر شخص کو تقریر، تنقید اور تمسخر کی اجازت ہے، عجب طوفان بے تمیزی تھا۔ بڑا عبرت ناک منظر، محمد جان ویسٹبر کا تھا۔ یہ شخص کچھ عرصہ پہلے مسلمان ہوا تھا۔ آج کل غالباً یہودی ہے۔ یہودیوں اور افریقیوں کی تائید اور عربوں اور پاکستانیوں کی ہجو کر رہا تھا اور کبھی کبھی اسلام کا تمسخر بھی۔ مقرر اور حاضر جواب بلا کا ہے دیکھ کر بڑا تکدر رہا۔

جمعہ ۱۱؍ اکتوبر کو لندن یونیورسٹی میں ہماری تقریر رکھی گئی ہے ——

—— تقریر یونین میں ہوگی۔ ہم نے عربی میں مضمون تیار کیا ہے اس طرز پر جیسے اسمعی یا مصری یا ہمارے بعض ایسے مضامین ہیں جو دل کھول کر لکھے گئے اور اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی۔ انگریزی میں پہلے سے ترجمہ تیار ہوگا جو یہاں کا ایک نو مسلم انگریز مصطفیٰ[1] پڑھے گا جو اہل زبان اور ادیب ہے اور بڑا مخلص و رقیق القلب معلوم ہوتا ہے۔ اس کے اسلام کا عجیب کا واقعہ ہے جو زبانی انشاءاللہ سنائیں گے۔ یہاں کے تبلیغی مرکز سے بھی پورا ربط اور تعلق ہے اور اس کے اجتماعات میں برابر شرکت۔ قاسم سیٹھ

---

[1] مولانا معین اللہ صاحب کے ایک محب اور دوست

www.abulhasanalinadwi.org

کو آمد کی اطلاع کر دی ہے ابھی ملاقات نہیں ہوئی۔

آب و ہوا بہت عمدہ ہے بھوک خوب لگتی ہے۔ سردی ہمارے یہاں کے دسمبر کی سی ہے۔ آتے ہی چسٹر خریدا جو ایک سو تیس کا ملا۔ ڈاکٹر صاحب[1] اچھے ہیں اور سلام کہتے ہیں۔

والسلام

علی

---

[1] ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی صاحب جو رفیق سفر ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

(۸)

لندن سے

لندن ۱۵؍اکتوبر ۶۳ء

عزیزی سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہٗ- ابھی ابھی خط مورخہ ۱۲؍اکتوبر ۱۹۶۳ء ملا۔ خیریت وضروری حالات معلوم ہوئے۔

لندن یونیورسٹی اور اڈنبرا یونیورسٹی نے ندوہ کی سند تسلیم کرلی یعنی ہمارے یہاں کا سند یافتہ براہ راست پی، ایچ، ڈی میں داخل ہو سکتا ہے کسی مزید سند کی ضرورت نہیں، البتہ لندن یونیورسٹی میں دو سال مقامی طور پر کام کرنے کی شرط ہے۔ مولوی عبداللہ صاحب نے لندن میں رہ کر اچھا فائدہ اٹھایا اور فائدہ پہونچایا، وہ خود اڈنبرا سے ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں۔ ابن کثیر ان کا موضوع ہے۔ حلقہ تعارف بھی اچھا بنالیا ہے لندن یونیورسٹی

www.abulhasanalinadwi.org

یونین کا جلسہ انھیں کے تعارف کے ذریعہ ہوا۔ جلسہ اچھا رہا۔ مقالہ الحمدللہ بہت اچھا تیار ہو گیا اور ترجمہ بھی بہت اچھا ہوا۔ انگریز نومسلم مصطفےٰ ایوانس نے جب جوش کے ساتھ اس کو خالص انگریزی لہجہ میں پڑھا تو سماں بندھ گیا، بہرحال اس آذرکدۂ عالم میں ایک اذان دینے کی سعادت تو مل گئی۔ اسلامک سوسائٹی اس کو پمفلٹ کی شکل میں شائع کرے گی۔

کل آکسفورڈ کا سفر تھا یونیورسٹی دیکھی اور ادھر ادھر کی طرح تلاش کرتے رہے کہ جس کی شہرت سنی تھی کہاں ہے۔ عجیب نظام ہے کالج ۲۶ ہیں سب اقامت گاہیں، بالکل عربی مدارس کی طرح حجرہ نما کمرے ہر کالج میں التزاماً CHEPEL یعنی چھوٹا گرجا عیسائی رسوم و روایات و شعائر کا بڑا اظہار، ٹیٹو ٹوریل نظام ہے یعنی تھوڑے تھوڑے طلبہ ایک ایک استاد کے سپرد ہو جاتے ہیں وہ رہنمائی کرتا رہتا ہے اساتذہ کے لیکچروں میں شرکت ضروری نہیں۔ آج کیمبرج کا پروگرام ہے، آکسفورڈ میں صدر شعبہ عربی پروفیسر BEESTON سے خصوصی ملاقات ہوئی کیمبرج میں ڈاکٹر آربری سے وقت مقرر ہوا ہے گلاسگو سے افتخار (جنگ) کا ٹیلیفون آیا کہ یہاں ضرور آئیں وہ یہاں سے چار سو کیلومیٹر ہے۔ غالباً جمعہ کو جانا ہو اب انشاء اللہ ۲۰ اکتوبر کو اسپین روانگی ہے۔ شاید دس دن کا دورہ ہو۔ یہ سفر ذاتی طور پر بہت مفید ہوا، اس ملک کو دیکھنا ہی چاہیئے تھا۔

www.abulhasanalinadwi.org

شنیدہ کے بود مانند دیدہ ـــــ کسی نے صحیح کہا ہے۔ خوبیاں اور خامیاں مشاہدہ بن گئیں۔ مغربی تہذیب سے مایوسی اور بعد بڑھ گیا۔ اس پتھر میں جونک لگنی بڑی مشکل معلوم ہوتی ہے، دور سے بڑی خوش گمانی ہوتی ہے۔ یہاں تو بالکل مشینی و مصنوعی زندگی ہے۔ قدرت الٰہی ہی کچھ انتظام کر سکتی ہے کہ یہ لوگ کسی اور بالاتر حقیقت پر غور کریں۔

ڈاکٹر صاحب اچھے ہیں ان کی رفاقت بڑی کارآمد رہی۔

والسلام

ابوالحسن علی

www.abulhasanalinadwi.org

(۹)

لندن سے

لندن ۱۷؍اکتوبر ۱۹۶۳ء

عزیزی سلمہ اللہ تعالیٰ وحفظہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آج ۱۷؍اکتوبر پنجشنبہ لندن سے روانگی کا دن تھا مگر گلاسگو سے آنے کا اصرار ہوا اور کہا گیا کہ ہوائی جہاز سے انتظام کر دیا جائے گا خواہ ایک روز کے لئے وقت نکل سکے، آنا ضروری ہے۔ کل جمعہ ۱۸؍اکتوبر کو صبح یہاں سے روانہ ہو کر انشاء اللہ شام ہی کو واپسی ہو جائے گی، پھر ۲۰؍اکتوبر کو اللہ نے چاہا تو اسپین روانگی، وما تدری نفس ماذا تکسب غداً۔

لندن کا قیام اس حساب سے ۲۰،۱۹ روز ہو رہا ہے، یہ اس دورہ کے قیام کی سب سے طویل مدت ہے مگر لندن کی وسعت اور مصروفیت کے لحاظ سے یہ مدت بھی قلیل اور ناکافی ہے

غالب خستہ کے بغیر کون سے کام بند ہیں

www.abulhasanalinadwi.org

لیکن مصروفیت کے لحاظ سے یہ وقفہ نسبتاً کارآمد و تسلی بخش رہا انگلستان میں مقیم سلیم الطبع اور صاحب طلب عنصر سے ارتباط پیدا ہوا علمی و تعلیمی مرکزوں کے دیکھنے اور سمجھنے کا کسی قدر موقع ملا مغربی تمدن کو ذرا قریب سے اور اہل مغرب کو ان کے درمیان رہ کر سمجھنے کا موقع ملا برٹش میوزیم لائبریری اور انڈیا آفس لائبریری کا بھی کچھ اندازہ ہوا، (اندازہ اس لئے کہ استفادہ کے لئے مہینوں کی مدت درکار ہے) بعض ممتاز مستشرقین و فضلاء سے ملاقات اور گفتگو ہوئی، اپنے موضوع پر بعض نئے کتابیں جو نہیں مل سکی تھیں دستیاب ہوئیں اور ان سے ضروری معلومات اور مفید اقتباسات حاصل کئے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ایک دو اچھے خطاب اور اظہار خیال کے موقعے ملے، ذاتی طور پر یہ قیام مفید و پر از معلومات رہا، ساری عمر دور سے سنا کئے اب اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور صورت حال اپنی خوبیوں اور خامیوں کے ساتھ سامنے آگئی اور کسی کے تخیل آرائی اور مبالغہ آمیزی کی گنجائش نہیں۔

کوشش کی کہ یہاں کے تمام قابل دید مقامات اور مراکز دیکھ لئے جائیں تاکہ کوئی افسوس و شوق نہ رہے اور زندگی کے سب پہلو سامنے آجائیں، چنانچہ تقریباً تمام قابل ذکر دار الآثار و متاحف (میوزیم) دیکھے اور ان سے فائدہ ہوا، خاص طور پر نیچرل ہسٹری میوزیم جس میں نباتات

www.abulhasanalinadwi.org

واشجار اور حیوان اور انسانی کے نشو ونما اور ارتقا اور ان کے مختلف مراحل کو مجسم شکل دکھایا گیا ہے اور سائنس میوزیم جس میں زندگی کی ضروری چیزوں (ریل، موٹر، بحری و ہوائی جہاز، گھڑی وغیرہ) کی ایجاد و ترقی کو عہد بہ عہد اور درجہ بدرجہ دکھایا گیا ہے، نیز البرٹ میوزیم میں تمدن و معاشرت کے نمونے اور اس کا شعبہ اسلامیات خاصا دلچسپ رہا، ویسٹ منسٹر ایبے کا شہرۂ آفاق و تاریخی کلیسا اور ناموران یورپ کا مدفن بھی دیکھا، پارلیمنٹ کی عمارت عنا ڈاؤننگ اسٹریٹ جو برطانوی وزیر اعظم کی قیام گاہ اور دنیا کا ایک عظیم ترین سیاسی مرکز ہے۔ نیز قصر بکنگھم بھی باہر سے دیکھا اور اتوار کے روز ہائڈ پارک میں مقررین کی نوک جھونک اور آزادی رائے اور آزادی اظہار خیال کا تماشا بھی دیکھا، اہم و پر رونق مقامات، چہل پہل کی جگہوں اور بعض مضافات میں بھی جانا ہوا، زیر زمین گاڑیوں پر جن کا جال میلوں تک پھیلا ہوا ہے اور وہی یہاں کا سب سے بڑا ذریعہ نقل و حرکت ہے کثرت سے سفر کیا، اور جو دو ایک مقامات باقی ہیں، وہ ایک دنوں میں انشاء اللہ ان کو بھی دیکھ لیں گے، اس کے بارے میں ہم نے نہ ضرورت سے زیادہ حقیقت پسندی سے کام لیا نہ تقشف سے، اور واقعہ یہ ہے کہ اس سب کے بغیر اس تمدن اور زندگی کے متعلق رائے قائم کرنا اور اس کے خیر محض یا شر محض ہونے کا فیصلہ دینا صحیح نہیں، نہ اس کی ساخت اور مزاج کا صحیح علم ہو سکتا

www.abulhasanalinadwi.org

ہے نہ اس میں رہنے والوں کی مجبوریوں ضرورتوں اور مشکلات کا۔

ایک روز یہاں SCHOOL OF ORIENTAL & AFRICAN LANGUAGRS میں جانا ہوا، تاریخ ہند (قبل اسلام) کے پروفیسر بیشم BASHEM نے وقت دیا تھا، وہ ہندوستان آتے جاتے رہتے ہیں لکھنؤ بھی جا چکے ہیں کچھ دیر مجلس رہی، یہ لندن یونیورسٹی کا شعبہ و مرکز السنہ شرقیہ ہے، عربی، فارسی، اردو زبانوں اور ادب کی تعلیم نہیں ہوتی ہے اور یہیں سے مشرقیات پر لوگ پی ایچ ڈی کرتے ہیں، متعدد مسلمان ہندوستانی پاکستانی مصری، حجازی طلبہ سے ملاقات ہوئی جو ڈاکٹریٹ کرنے آئے ہوئے ہیں۔

ایک صاحب سندھ سے آئے ہیں اور امام صغانی کے تکملہ صحاح پر ریسرچ کر رہے ہیں، اپنا کام دکھانے اور مشورہ لینے قیام گاہ پر بھی آئے خاصی محنت اور دیدہ ریزی کر رہے ہیں، الثقافۃ الاسلامیہ فی الھند دیکھنے کا بہت شوق ہے،

ایک دوسرے صاحب جون پور کے سلاطین مشرقی کے دور پر ریسرچ کر رہے ہیں وہ بھی آئے اور دیر تک تبادلۂ خیال کرتے رہے، ایک مصری ISLAMIC COMMONWEALTH پر کام کر رہے ہیں، غرض خاصا عنصر ہے، ہمارے خاص مہربان و رہبر قدیر مرزا صاحب نے حضرت مجدد الف ثانی پر THESIS تیار کی ہے اور خاصی تحقیق کی ہے ان کے بعض

www.abulhasanalinadwi.org

معلومات سے ہمارے معلومات میں بھی اضافہ ہوا جوئندہ یابندہ، یہ لوگ برسوں کام کرتے ہیں اور کچھ نہ کچھ نکال لیتے ہیں، عربی کے پروفیسر سارجنٹ آج کل باہر گئے ہوئے ہیں اس لئے ان سے ملاقات نہ ہوسکی۔

گزشتہ دوشنبہ ۱۴ اکتوبر کو آکسفورڈ گئے، بچپن سے اس یونیورسٹی کا نام سنتے تھے، مولانا محمد علی مرحوم بھی یہیں کے تعلیم یافتہ تھے، آکسفورڈ کیمبرج دراصل دو قصبے ہیں (لیکن ہمارے یہاں کے بہت سے شہروں سے بڑے) یہ دونوں یونیورسٹیاں ان کے نام سے مشہور ہوگئیں، تقریباً لندن سے ۵۰۔ ۶۰ میل کا فاصلہ ہوگا، ٹرین سے سفر ہوا، کرایہ (یہاں صرف فرسٹ وسیکنڈ کلاس ہیں) ہمارے یہاں کی شرح ومعیار سے بہت زیادہ ہے، اسٹیشن پر دو دوست لینے آئے تھے، انھوں نے پروفیسر BEEDTON صدر شعبہ عربی سے ملاقات کا وقت لے لیا تھا۔ ایک مسلمان ریسٹوراں میں (جہاں بالکل اور پہلی مرتبہ لکھنو دہلی کے ذوق کا کھانا ملا) کھانا کھا کر اور نماز پڑھ کر یونیورسٹی گئے، یونیورسٹی کا مفہوم یہاں ہمارے معروف مفہوم وتخیل سے بالکل مختلف ہے، تقریباً ۲۵، ۲۶ کالج ہیں اور کالج بھی معروف معنا ومعنے میں تعلیم گاہ ہیں اصلاً اقامت گاہیں HOSTELS وہاں طلبہ رہتے ہیں پوری یونیورسٹی میں TUTORIAL سسٹم رائج ہے، تھوڑے تھوڑے طلبہ ایک ایک استاد کے حوالہ ہوجاتے ہیں وہ ان کے مطالعہ وعلمی ترقی کا نگراں ومشیر ہوتا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

یونیورسٹی (جوان کالجوں کا ایک نگراں و سرپرست ادارہ ہے) لیکچروں کا انتظام کرتی ہے، مضامین کے اعتبار سے ٹیوٹر ان لیکچروں کا انتخاب کر دیتا ہے ان لیکچروں میں شرکت لازمی نہیں، طلبہ کو خود کام کرنا پڑتا ہے اور ٹیوٹر کو دکھاتے رہنا پڑتا ہے، یونیورسٹی امتحان لیتی اور سند دیتی ہے، ہر کالج میں رہنے کے لئے کمرے ہیں باہر سے وہ بالکل ہمارے عربی مدارس (دیوبند وغیرہ) کے حجروں کے مشابہ معلوم ہوتے ہیں۔ کالجوں کی عمارتیں بہت قدیم ہیں صدیوں سے اپنی اصلی شکل پر چلی آرہی ہیں، ہر کالج کے ساتھ ایک چھوٹا کلیسا CHAPEL ہے، کالجوں کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ یہ پہلے عیسائی خانقاہیں تھیں، درحقیقت یورپ میں (جیسا کہ مشرق میں) علم و تعلیم کا آغاز ان مذہبی مرکزوں سے ہوا ابھی تک یورپ نے اپنی بدنام لامذہبیت و روشن خیالی کے برخلاف ان خصوصیات، رسوم و روایات اور دینی شعار کو قائم کر رکھا ہے اور سینہ سے لگا رکھا ہے۔ ہم کو ہمارے تعلیمی رہنماؤں اور علمبرداروں نے ابھی تک بڑی تاریکی اور مغالطہ میں رکھا تھا۔ انہوں نے ہر جگہ تعلیم گاہوں کو مذہبی نشانات و روایات سے الگ رکھا اور ہمارے اسلامیہ کالجوں میں بھی (سوائے مسلم یونیورسٹی) کے مساجد کا وجود نہیں یا کم سے کم پابندی نہیں آکسفورڈ اور کیمبرج میں یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ یہاں تعلیم و مذہب اور کلیسائی رسوم توأم اور ایک دوسرے میں مدغم ہیں، بعض ایسی رسوم و روایات

www.abulhasanalinadwi.org

کا بھی علم ہوا جن کا تصور بھی نہ تھا اور جو ہمارے یہاں کی روشن خیالی کے لئے نہ صرف ناقابل برداشت بلکہ ناقابل تصور ہیں۔

ہر کالج کے ساتھ ایک مشترک کھانے کا کمرہ اور ایک بڑا لان یا میدان بھی ہے یہ دونوں چیزوں اور کلیسا کالج کے لئے لازم وملزوم ہیں تین بجے پروفیسر بیٹن سے ملنے گئے وہ کمیٹی میں تھے تاخیر سے آئے اور معذرت کی وہ عربی زبان وادب پڑھاتے ہیں، قرآن مجید کے بعض پارے اور جاحظ وغیرہ ان کے زیر درس ہیں بیضاوی کے کچھ حصّہ کا بھی ترجمہ کیا ہے، کچھ دیر ان سے مغربی منتخبات ونثر پر گفتگو رہی، عربی بولنے سے یہ تمام اساتذہ تقریباً قاصر ہیں اس لئے انگریزی ہی میں چار وناچار گفتگو ہوتی ہے۔

کالج کسی ایک جگہ نہیں شہر میں منتشر ہیں۔ ان میں بڑے بھی چھوٹے بھی، متوسط میں دو سو طلبہ کے قریب ہوتے ہیں ہم نے خاص طور پر لنکن کالج کو دیکھنے کی خواہش کی کیونکہ ہمارے مولانا محمد علی مرحوم نے اسی میں قیام کیا تھا، رفیق صاحب نے یہ بھی بتایا کہ یہاں کا پورٹر جو ابھی ریٹائر ہوا ہے مولانا سے خوب واقف تھا اور وہ کمرہ بتاتا تھا جس میں مولانا کا قیام تھا یونیورسٹی کا دفتر، لیکچروں اور امتحانات کا مرکز اور بڑی لائبریری بھی ہے۔ باہر سے ان سب کو دیکھ کر اسٹیشن آئے اور لندن کے لئے روانہ ہوگئے۔

دوسرے دن کیمبرج جانا ہوا، فاصلہ تقریباً وہی مسافت ایک گھنٹہ کی

www.abulhasanalinadwi.org

اس سفر میں قدیر بیگ صاحب بھی ساتھ تھے، پروفیسر آربری AURBERY سے ۲ بجے کا وقت مقرر ہو چکا تھا۔ اسٹیشن پر سید علی اشرف صاحب تشریف لے آئے تھے جو کراچی یونیورسٹی میں انگریزی کے استاد ہیں اور ڈاکٹریٹ کے لئے آئے ہوئے ہیں، بڑے مسلمان آدمی ہیں، ان کی معیت میں مختلف کالج دیکھے، یہاں بھی وہی نظام ہے، کالجوں کی عمارتیں نسبتاً بہتر اور شاندار معلوم ہوئیں CHAPEL ہر جگہ موجود اور کلیسائی مظہر اور طرز ہر جگہ نمایاں، اشرف صاحب سے معلوم ہوا کہ دونوں درس گاہوں میں ایک صدی قبل لاطینی، یونانی زبانیں اور ریاضی کی تعلیم ہوتی تھی، رفتہ رفتہ انگریزی بھی آئی۔

دونوں درس گاہوں میں ہمیشہ سے تقابل اور منافست رہی، اب بھی دونوں کے فضلاء میں درس گاہی عصبیت اور حمیت پائی جاتی ہے آج کل شاید آکسفورڈ کا معیار بلند سمجھا جاتا ہے، اشرف صاحب سے معلوم ہوا کہ انگریزی زبان میں آکسفورڈ کو ترجیح حاصل ہے اور انگریزی ادب (تنقید و تحقیق) میں کیمبرج کو ان کے خیال میں جدید تنقید ادب اور تحقیق کا آغاز کیمبرج سے ہوا۔ ایک نووارد اور غیر ماہر کی حیثیت سے ہمارے لئے اس میں محاکمہ اور تنقید مشکل ہے۔

۳ بجے پروفیسر آربری سے ملاقات ہوئی، ملتے ہی میں نے ان سے

www.abulhasanalinadwi.org

عربی میں کہا کہ کیا آپ عربی میں گفتگو کرنے کی اجازت دیں گے؟ معلوم ہوا تھا کہ عرصہ تک وہ مصر میں رہے ہیں۔ انہوں نے تہذیب و معذرت کے ساتھ کہا کہ اگر آپ انگریزی بول سکتے ہوں تو انگریزی ہی میں بہتر رہے گا، ۲۰ منٹ تک ملاقات و گفتگو ہوئی۔ مستشرقین میں زیادہ وسیع القلب اور تصوف کی طرف مائل سمجھے جاتے ہیں، قرآن مجید کا ترجمہ نیز متعدد تصوف کی قدیم کتابوں، کتاب اللمع وغیرہ کا ترجمہ کیا ہے، حال میں مولوی عبداللہ صاحب کے پاس حافظ کی پچاس غزلوں کا ترجمہ بھی دیکھا، بیٹھتے ہی انہوں نے کہا کہ سب سے پہلے میں اس کمرہ کا تعارف کرا دوں جہاں اس وقت ہم جمع ہیں، یہ چھ سو برس کا پرانا کمرہ ہے، پھر اور گفتگو شروع ہوئی ان سے کسی دارالاشاعت نے مسلمانوں کے متعلق کتاب لکھنے کی فرمائش کی ہے اس لئے زیادہ تر مختلف مسلم ممالک میں مساجد و ائمہ و خطباء و صیغۂ امور مذہبی سے متعلق معلومات دریافت کرتے رہے۔ بعض کتابوں کا جو مسلمانوں یا مستشرقین نے اسلامیات کے بارے میں لکھی ہیں تذکرہ ہوا، قرآن مجید کے قدیم نسخوں کے متعلق بھی، رضوان صاحب کا ذکر بھی آیا، ان کی عربی کی تعریف کرتے تھے، اس مختصر گفتگو کی بنیاد پر کوئی تاثر ظاہر کرنا اور درجہ قائم کرنا مشکل بھی ہے اور ذمہ داری کے خلاف بھی، لیکن ابھی تک جن مستشرقین سے ملاقات ہوئی ان سے مل کر عام تاثر کچھ زیادہ بہتر اور بلند

www.abulhasanalinadwi.org

قائم نہیں ہوا، معلومات میں نہ زیادہ وسعت ہے نہ گہرائی، غالباً جس موضوع پر جس زمانہ میں کام کرتے ہیں اس پر وقتی طور پر حادی ہو جاتے ہیں پھر چونکہ اس کا ان کی زندگی سے تعلق نہیں ہوتا۔ اس لئے اس کا انحصار اور اس پر عبور معلوم نہیں ہوتا۔

آربری صاحب سے مل کر عرب طلبہ کی مجلس میں آئے، بڑے اچھے ممتاز عرب نوجوان جمع ہو گئے تھے اور بڑے سنجیدہ و معقول سوالات کرتے رہے، ان کی ذہانت و اسلامی فکر سے جی خوش ہوا خود انہوں نے بھی کہا کہ یہاں بڑا اچھا سنجیدہ اسلام پسند عنصر جمع ہو گیا ہے، یہ معلوم کر کے افسوس ہوا کہ ابھی تک جمعہ پڑھنے کی کوئی جگہ ان کو نہیں ملی۔ اگر وہ پہلے ذکر کرتے تو آربری صاحب سے کہا جا سکتا تھا اور اس کا انتظام ہو سکتا تھا۔ اس مجلس میں جلیل احمد صاحب علیگ بھی تھے ان سے مل کر بھی مسرت ہوئی۔

یونیورسٹی کی لائبریری سے ایک کتاب لینی تھی اس سلسلہ میں وہاں بھی جانا ہوا، لائبریری بہت بڑی اور منظم ہے اور کیمبرج سے انتساب کی بناء پر ہونا بھی چاہتے تھا راکفلر کے عطیہ سے عمارت بنی ہے اور خوب ہے۔ یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ مصنفین کے اعتبار سے فہرستوں کے رجسٹر الگ ہیں محض کارڈ سسٹم پر اکتفا نہیں کیا گیا، مغرب کی نماز اشرف

www.abulhasanalinadwi.org

صاحب کے یہاں پڑھ کر اسٹیشن آئے اور ۸ بجے شب میں لندن پہنچ گئے۔

ترتیب میں آکسفورڈ اور کیمبرج سے پہلے برمنگھم کا ذکر کرنا تھا مگر ذہن سے اتر گیا، برمنگھم میں غالباً سب سے بڑی تعداد مسلمان مقیمین کی ہے، کئی ہزار کی تعداد میں ہیں اور مسجد بھی ہے، دو گھنٹے کا راستہ تھا مظہر صاحب اسٹیشن پر آگئے، اس سفر میں مصطفٰی ایوانس (نومسلم انگریز) بھی تھا، مظہر صاحب کے مکان پر کچھ دیر ٹھہر کر حامد صاحب کی رہبری میں ایک عرب شیخ سے ملنے گئے جنھوں نے دو زاویہ قائم کر رکھے ہیں عرب بھی خاصی تعداد میں ہیں، شیخ صالح اور ذاکر شاغل معلوم ہوتے ہیں اور لوگوں کو ان سے تعلق ہے۔

جلال آباد تھانہ بھون کے ایک بزرگ حاجی محمد یوسف صاحب کے یہاں کھانا کھا کر مسجد گئے، مسجد خاصی وسیع ہے ۔ حاضرین کی تعداد بھی اچھی تھی اور اکثر کا تعلق تبلیغی جماعت سے تھا، تبلیغی کام یہاں اچھا ہے اور امیر جماعت بڑے مخلص و دیندار بزرگ ہیں۔

ظہر کے بعد کی تقریر کے بعد ہم لوگ یونیورسٹی آئے، اسلامی مجلس کا سکریٹری ایک شامی نوجوان سہیل رفاعی ہے جو دمشق کے قیام ۱۹۵۶ء اور یونیورسٹی کے خطبات کے ذریعہ دین سے واقف تھا اسی نے جلسہ کا انتظام

www.abulhasanalinadwi.org

کیا تھا، بڑی محبت سے ملا اور اپنا تعارف ظاہر کیا، پاکستانی و ہندوستانی طلبہ خاصی تعداد میں تھے اس لئے تقریر (ان کی فرمائش پر) اُردو میں ہوئی عنوان تھا "یورپ سے پڑھ کر جانے والے مسلمان طلبہ کی ذمہ داری" ترجمہ عرب و غیر اردو داں طلبہ کے لئے قدوائی صاحب نے کیا جو جگور کے رہنے والے اور نصرت علی صاحب قدوائی کے صاحبزادے اور بڑے ذہین نوجوان ہیں، ترجمہ بہت کامیاب اور رواں تھا اور تقریر کی روح کی اچھی ترجمانی بھی، جی جوش ہوا، پھر سوالات کا سلسلہ شروع ہوا سوالات معقول و سنجیدہ تھے، فراغت کے بعد مسجد آئے کچھ دیر نماز مغرب کے بعد لوگوں کی خواہش پر پھر بیان ہوا، اس سے فارغ ہو کر اسٹیشن آئے اور لندن واپسی ہوئی۔

۱۱ را کتوبر کو وہ جلسہ ہوا جس کا انتظار و اشتیاق تھا اور جس کے لئے مضمون تیار کیا تھا، جلسہ لندن یونیورسٹی کی یونین کے ایک ہال میں تھا۔ لندن کی مصروفیت اور فاصلوں کے لحاظ سے حاضری اچھی تھی ہال بھر گیا تھا اگرچہ ہمارے نقطہ نظر اور موضوع کی اہمیت کے لحاظ سے اور بہتر ہونی چاہیئے تھی، جانے کے بعد جلسہ کا افتتاح ایک جنوبی افریقی کی تلاوت سے ہوا، پھر ہمارا عربی مقالہ جو خاصا طویل تھا، مگر صبر و سکون سے سنا گیا، اس کا انگریزی ترجمہ ظفر اسحٰق صاحب نے ایک دن کی محنت میں

www.abulhasanalinadwi.org

کیا تھا جو ۲۸ صفحات میں آیا تھا، جن اہل زبان نے دیکھا انہوں نے تعریف کی، مصطفیٰ ایوانس نے پڑھا اور خوب پڑھا۔ اہل زبان کی زبان و طرز ادا کا لطف اسی روز آیا۔ اگرچہ انگریزی تھی مگر معلوم ہوتا تھا بلبل چہک رہا ہے، لہجہ میں کوئی کرختگی نہیں تھی، لوگ ہمہ تن گوش تھے امید ہے کہ اسلامک سوسائٹی اس کو پمفلٹ کی شکل میں چھپوائے گی، سامعین میں سے بھی بہت سے لوگوں کا تقاضا تھا، امید ہے کہ ندائے ملت یا الفرقان میں اسکا اردو ترجمہ جو مولوی عبداللہ صاحب ندوی نے بڑی شستہ زبان میں کیا ہے چھپے گا۔

کل B.B.C جانا ہوا، بڑی عظیم الشان عمارت ہے ایک مستقل سکریٹریٹ، معلوم ہوا کہ B.B.C کے ملازمین کی تعداد ساٹھ ہزار سے کم نہیں، دو تقریریں ریکارڈ ہوئیں، ایک زائر لندن کے تاثرات، دوسرا مکالمہ جو عربی زبان کی ترقی کے امکانات اور مسلم ممالک کے ساتھ اس کے تعلقات کے موضوع پر تھا۔ ابھی معلوم نہیں یہ دونوں تقریریں کس تاریخ کو نشر ہوں گی۔

ابھی اگرچہ اس روداد کا تکملہ باقی ہے اور لندن میں تین روز اور رہیں مگر امید نہیں کہ لندن سے دوسرا خط لکھنے کی نوبت آئے اب اگر خدا کو منظور ہے تو اسپین یا جنیوا سے خط لکھا جائیگا۔

دعاگو

ابوالحسن علی

(۱۰)

غرناطہ (اسپین) سے

سوڈان ہوٹل

غرناطہ ۲۴ر اکتوبر ۶۳ء

عزیز از جان سلمہ اللہ تعالیٰ وحفظہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے کہ ہمارا پچھلا رجسٹرڈ خط مل گیا ہوگا وہ ہم نے گلاسگو جاتے ہوئے لکھا تھا۔ گلاسگو کا سفر حقیقی معنی میں ہوائی اور طائرانہ رہا۔ صبح ہوائی جہاز سے گئے۔ رات کو ہوائی جہاز سے واپس آگئے، جمعہ پڑھا، دو خطاب بھی ہوئے۔ مسلمانوں کی بڑی تعداد ہے (دو اور تین ہزار کے درمیان) لیکن بیحد مصروف، جمعہ میں بھی سو سوا سو سے زیادہ نہ تھے، یہ ہفتہ بھر کی مزدوری یا تنخواہ ملنے کا دن ہے اس لئے بعد مغرب بھی بہت کم آسکے، مغربی زندگی کی سب سے بڑی آزمائش یہی مصروفیت اور انہماک ہے مقصود اللہ جنگ صاحب کے دونوں صاحبزادے

www.abulhasanalinadwi.org

افتخار جنگ اور ممتاز صاحبان ہی میزبان تھے بڑی محبت اور سعادت کا اظہار کیا اور عزیزانہ طریقے پر پیش آئے، افتخار صاحب ہی یہاں تبلیغی کام کے روح رواں ہیں دونوں بھائی مولوی ابوالعرفان صاحب کو بہت یاد کرتے تھے۔ والدہ کی شفقت و خلوص ان لڑکوں میں خوب آیا ہے۔

سنیچر (۲۰، ۲۱ اکتوبر) کا دن بڑا مصروف گزرا۔ کچھ وقت برٹش میوزیم میں اور کچھ وقت لندن کے مشہور "سیارہ گاہ" PLANETARIUM کی سیر کی، ایک نہایت وسیع گنبد کے اندر آسمان کا نقشہ دکھایا ہے تاروں بھرا آسمان اور رات کا سماں تھا۔ اس منظر کے ساتھ ایک علمی تعارفی لیکچر جاری تھا۔ سیاروں کا زمین سے بُعد ان کے آپس کے فاصلے، کروڑوں سیارے، پھر ان کا زمین سے لاکھوں اور کروڑوں میل کا فاصلہ، سیاروں کا نظام روشنی کا سفر اور ہزاروں برس میں اس کا زمین تک پہونچنا گویا فلکیات کی ایک کتاب کھلی ہوئی تھی لیکن عبرت اور حیرت کی بات یہ ہے کہ نہ تو تعارف کرانے والے نے اس سے خدا کے وجود اور اس کی قدرت کاملہ حکمت بالغہ اور معجز صنعت کی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی اور کہیں خدا کا نام لیا نہ غالباً حاضرین میں سے رسوائے ان دو گنہگار مسلمانوں کے جن کو نبی امی سے غلامی کی نسبت کا شرف حاصل ہے۔) کسی کا ذہن اس طرف متوجہ ہوا لیکن دیدۂ بینا اور گوش شنوا کے لئے در و دیوار سے صدا

www.abulhasanalinadwi.org

آرہی تھی کہ ربنا ما خلقت ھذا باطلا، اور صنع اللہ الذی اتقن کل شئ۔ حقیقت یہ ہے کہ یورپ نے مسیحی رسوم و شعائر کو سینہ سے لگائے رکھنے کے باوجود علم اور زندگی کا رشتہ مذہب سے توڑ رکھا ہے اس لئے وہ "آفاق" سے مرکز آفاق اور خالق آفاق کی طرف منتقل نہیں ہوتا اور وہاں تفکر فی الخلق کا نتیجہ وہ معرفت خالق نہیں جس کا تذکرہ اس آیت ویتفکرون فی خلق السمٰوات والارض ربنا ما خلقت ھذا باطلا میں ہے۔

انگلستان کے ساتھ انگریز اور فرنگ کے ساتھ فرنگی کا ذکر بھی ضروری ہے مادیت زندگی کے انہماک، تنازع للبقا اور خود ساختہ معیاروں و مقاصد کے حصول کی تگ و دو نے لطیف تر احساسات، روحی تشنگی، خدا طلبی کے جذبہ کو تقریباً فنا کر دیا ہے۔ اسی لئے اپنی تمام ذہنی صلاحیتوں قوت ارادی احساس ذمہ داری، نظم و ضبط اور بہت سی خوبیوں کے باوجود وہ صحیح روحانی تحریکوں اور دینی و روحانی فتوحات سے محروم ہے اور ماہرین فن کی یہ سرزمین جس نے دنیا کا نقشہ اور زندگی کا دھارا بدل دیا "عارفین" سے خالی ہے۔ شاید اسی بناء پر مغرب کے رمز شناس اقبالؔ نے کہا تھا۔

یہ وادیٔ ایمن نہیں شایان تجلی

www.abulhasanalinadwi.org

فاعتبروا یا اولی الابصار

اس سب کے باوجود اب بھی اگر یورپ میں کوئی چیز موثر ہو سکتی ہے اور ان کے مصروف دل و دماغ پر کوئی چیز ضرب لگا سکتی ہے تو صحیح اور طاقتور روحانیت ہے۔ لوگ تعجب کریں گے۔ ہم کو تو یورپ میں اپنے صاحب اشراق و اخلاص چشتی مشائخ اور قوی النسبت نقشبندی بزرگ بہت یاد آئے۔ ہمارے نزدیک یہی گروہ اس ملک میں سب سے زیادہ کامیاب ہو سکتا ہے اور انقلاب لا سکتا ہے روشن خیالی اور قوت استدلال کا جادو یہاں چلتا نظر نہیں آتا کہ یہاں کے بازار میں اس جنس کی کمی نہیں ہے اور ہم جنس چیز اکثر متوجہ کرنے میں ناکام رہتی ہے۔ اکثر اوقات بے اعتنائی کی نظر ہو جاتی ہے کہ یہ سرمایہ ہمارے پاس بھی بہت ہے یورپ کا ذہن یا تو قوی و فائق روحانیت سے مات کھاتا ہے یا عمیق و غامض فلسفہ سے اور تصوف دونوں کا جامع ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ یہاں ہر ایسی چیز کامیاب ہو جاتی ہے جو یورپ کو اپنی زندگی سے مختلف اور اپنی سطح سے گہری نظر آتی ہے اس میں اس کو دھوکے بھی ہوتے ہیں۔ وہ بعض اوقات (اپنی ہی کہاوت کے مطابق) ہر چمکنے والی چیز کو سونا سمجھ لیتا ہے لیکن اس میں شبہ نہیں کہ کھرا اور ٹکسال کا سونا اب بھی مادہ پرست اور باغی یورپ کو خرید سکتا ہے لیکن تصوف خود اپنے مرکز (اسلامی مشرق اور اپنے آخری مرکز ہندوستان)

www.abulhasanalinadwi.org

اور ان کی فطرت سلیم نے کچھ دن ان فرنگی ساحروں کے درمیان رہنے کے بعد اس طرح احتجاج کیا۔

نشستم بانکویان فرنگی　　ازاں بے سوز تر روزے ندیدم

رہی سہی فطرت کی سلامتی اور نفس لوامہ کی سرزنش خمر و خنزیر نے ختم کر دی، یہاں چند دن رہ کر جماع الاثم کی حرمت کی حکمت جس پر الحمدللہ ایمان بالغیب اور شرح صدر ہمیشہ تھا عین الیقین بن گئی۔ بعض مواقع ایسے پیش آئے کہ قوم کی بدمستی اور شراب کے مردافگنی کا اندازہ ہوا جمعہ سنیچر کی درمیانی رات خاص طور پر اس قوم کے لئے جس کی شب میں مٹھی گرم ہوتی ہے) نائے ونوش اور عیش کوشی کی رات ہے اور اتفاق سے ایک رات کو جب ذرا دیر سے اپنی قیام گاہ پہونچنا ہوا اور کنجی نہ ہونے کی وجہ سے دیر تک دروازہ کھلنے کا انتظار کرنا پڑا۔ ان مدعیان عقل کی بے عقلی کا خوب منظر دیکھا۔ ہم مسلمان کس کس بات پر اللہ کا شکر کریں اور کس کس طرح اس نبی امی پر درود و سلام بھیجیں۔ جس نے ان دونوں ام الخبائث کو ہمیشہ کے لئے حرام کیا۔ ویحل لھم الطیبات ویحرم علیھم الخبائث۔ یورپ کے موجودہ رندی اور آبرو باختگی کی زندگی میں ان دونوں چیزوں کو پھر عورت کی مطلق بے حجابی اور تبرج جاہلیت اور بے قید اختلاط کو بنیادی طور پر دخل ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

میں دم توڑ رہا ہے اور اس کی ضرورت اور افادیت کو وہاں عرصہ سے چیلنج کیا جا رہا ہے اور خود اس سلسلہ میں قوی الاستعداد اور عالی صحت لوگوں کی عرصہ سے ایسی کمی ہے کہ خود وہاں نصف صدی سے زائد مدت سے مسلسل یہ صدا آ رہی ہے ؎

جو بیچتے تھے دوائے دل　　　وہ دکان اپنی بڑھا گئے

اس موقع پر مرشدنا حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس اللہ سرہ بہت یاد آئے کہ ان کو تصوف اور شرعی اور قرآنی اصطلاح میں تزکیہ احسان کے اس فائدہ اور اس پہلو پر بہت یقین تھا اور اس کی بڑی تمنا تھی کہ ایسے صاحب باطن اور ایسے صاحب روحانیت، ایسے مرکز دل میں بیٹھ جائیں اور اپنی حرارت باطن اور سوز دروں سے خلق اللہ کے قلوب کو روشن اور گرم کریں مگر لوگوں میں نہ اس کی ہمت اور نہ فرصت، کسی نے توجہ سے ان کی بات بھی نہ سنی۔ اس وقت انگلستان میں اور سنا ہے کہ امریکہ میں ایک انڈونیشی شخص جن کو ان کے معتقدین پاپاک ثبوت کہتے ہیں جو ایک خاص طریقہ پر توجہ دیتے ہیں۔ ان کا طریقہ تخلیہ باطن پر قائم ہے ایک محدود حلقہ میں بہت مقبول ہو رہے ہیں جہاں تک ان کے حلقہ نشینوں سے پتہ لگایا وہ فرائض شرعیہ کے پابند ہیں۔ وحدت ادیان کا سا خیال معلوم ہوتا ہے اگرچہ وہ اپنے کو مسلمان ہی کہتے ہیں لیکن اگر یہاں حضرت خواجہ

www.abulhasanalinadwi.org

معین الدین چشتی یا حضرت خواجہ باقی باللہ کا کوئی قوی النسبت، متبع سنت بلکہ عاشق سنت، عاشق رسول جانشین پہونچ جائے تو کیا عجب کہ

جہانے را دگرگوں کرد ایک مرد خود آگا ہے

اور اقبال کا کہنا بھی صحیح ہو جائے کہ

پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے

باقی یہاں اسلامک مشن وغیرہ کا نہ کچھ کام دیکھا نہ ذکر سنا جسکا برسوں سے غلغلہ بلند ہے کہ یورپ عنقریب فتح ہونے والا ہے۔ یونیورسٹی اور کالجوں کے اساتذہ اور ذہین طلبہ کا طبقہ اچھے طاقتور اسلامی لٹریچر کا بے شک محتاج ہے بشرطیکہ مناسب و عمدہ زبان میں ہو اور اس میں مرعوبیت و معذرت اور تاویل کا وہ انداز نہ ہو جو تقریباً اس صدی کی ابتدا سے انگریزی میں اسلامیت کے مصنفین کا شعار رہا ہے افسوس ہے کہ ابھی تک سیرت پر کوئی طاقتور اور موثر کتاب نہیں ملتی، معلوم نہیں ہمارے انگریزی خواں مسلمان (جن پر پوری ایک صدی گزر چکی ہے) اپنی صلاحیت کہاں صرف کرتے ہیں اور یہ میدان ایک صدی سے خالی چلا آرہا ہے

گوئے توفیق و سعادت درمیان افگندہ اند

کس بمیداں درنمی آید سواراں را چہ شد

جہاں تک مسلمان طلبہ اور نوجوانوں کا تعلق ہے جو یہاں لاکھوں کی

www.abulhasanalinadwi.org

تعداد میں انگلستان، فرانس، جرمنی اور اسپین میں زیر تعلیم ہیں انکی اصلاح و تربیت اور ان کی اسلامیت کی حفاظت کے لئے سب سے بہتر نسخہ وہ ہے جو ہندوستان کے لئے مولانا سید مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے تجویز کیا تھا اور ہمارے مولانا عبدالباری صاحب ندوی اس کے علمبردار اور داعی ہیں، یعنی طلبہ کے لئے اقامت گاہوں کی تاسیس اور ان میں اچھے نگراں و مربی کا انتظام، یہاں ہوسٹلز اور طلبہ کے قیام کا مسئلہ بڑا اہم مسئلہ ہے عام طور پر طلبہ فلیٹ لے کر یا گھروں میں (ریسیڈنڈیڈی کے مکانات میں رہتے ہیں۔ ان کے اندر اسلامی شعور کے بیدار کرنے کا ذکر کیا جو اسلامیت اپنے گھروں سے لے کر آتے ہیں اس کو محفوظ رکھنے کا کوئی سامان نہیں۔ ساری فضا سارا ماحول (صدق کی پرمعنی اصطلاح میں) یا جوجی اور دجالی ہے۔ ایسی حالت میں اگر ایسے ہوسٹل اور بورڈنگ ہاؤس قائم کئے یا وسیع مکانات کرایہ پر لے کر یا ان کو خرید کر اس مقصد کے لیے وقف کیا جائے اور ان میں پندرہ پندرہ بیس بیس طالب علم یا کم و بیش رکھے جائیں اور کوئی کام کا آدمی جو ان پر اثر انداز ہو سکے وہاں قیام کرے تو نہ صرف یہ کہ یہ نوجوان (ہمارا تجربہ ہے کہ ہندوستان پاکستان سے زیادہ یہاں دین کی بات قبول کرنے کی صلاحیت اور اس کی طلب رکھتے ہیں) یاجوج کی دستبرد سے بچ جائیں گے بلکہ امید ہے مسلم ممالک کو بہتر قیادت اور حکومتیں نصیب

www.abulhasanalinadwi.org

ہوں گی جو عرصہ دراز سے فرنگ کے مسخ شدہ عناصر کے ہاتھ میں بازیچۂ
اطفال بنی ہوئی ہیں اور سادہ دل گرم جوش صاحب ایمان عوام بھیڑ
بکریوں کے ریوڑ کی طرح ان کی لاٹھی کے پیچھے ہیں یہی نوجوان ہیں جو اپنی
عصر حاضر کی صلاحیت اور فنی مہارت کی وجہ سے ان ملکوں کی زمام کار
سنبھالیں گے ان کو سنبھالنے کی جگہ ہندوستان اور پاکستان، مصر و شام اور
ترکی ہیں، جہاں وہ پختہ اور عربی تہذیب کے پر جوش داعی بن کر پہونچیں
گے بلکہ یہ کارگاہیں ہیں جہاں ان کو پگھلا کر نئے سانچے میں ڈھالا جاتا ہے
یہاں مکانات خریدنے (خصوصاً دولت مشترکہ کے ممالک میں رہنے والوں
کے لئے) کی بہت آسانیاں ہیں اس کوشش کا فوری نتیجہ نہیں نکلے گا
لیکن نتیجہ بڑا انقلاب انگیز ہے ممکن ہے اس سے نصف صدی کے اندر ہمارے
مسلم ممالک کی قیادت میں انقلاب ہو جائے اور ان کا رخ غیر شعوری طریقے
پر اور بغیر کسی سیاسی کشمکش کے شر سے خیر فرنگیت کامل سے اسلام کامل کی
طرف تبدیل ہو جائے لیکن اس کے لئے ہمارے صاحب استطاعت اہل خیر
اور سرمایہ داروں کی ضرورت ہے۔ مسلمان طلبہ جوق در جوق ایسے اقامت
خانوں کا استقبال کریں گے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جو صاحب یہ قدم اٹھائیں
وہ خفیف مالی منفعت بھی حاصل کریں لیکن صحیح اسلامی فضا اور مناسب
آدمی کی یافت اس پورے منصوبے کی کنجی اور اس کی کامیابی کی

www.abulhasanalinadwi.org

شرط ہے اس موقع پر شاید یہاں کا یہ تاثر و تجربہ کچھ لوگوں کو متوجہ کرے
اور اس اندیشہ سے کہ یہ بات کسی ذہن سے نکل نہ جائے اس کو تحریر میں
لے آیا گیا وفی ذلک فلیتنافس المتنافسون آج اس تحریر پر اس خط کو
ختم کرتے ہیں MADRID (مجریط) TOLADOD (طلیطلہ) GARANADA.
(غرناطہ مرحوم) کی داستان طویل بھی ہے دل خراش بھی۔

کبھی فرصت سے سن لینا بڑی ہے داستاں میری

ابوالحسن علی

www.abulhasanalinadwi.org

(۱۱)

جینوا سے

جینوا ۳۱ اکتوبر ۶۲ء

عزیزی سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ۔ کل ۳۰ اکتوبر کو مدرید (اسپین) سے جینوا واپسی ہوئی یہاں پہونچ کر رائے بریلی ولکھنؤ کے خطوط ملے ان میں تمہارا بھی ۲۵ اکتوبر کا لکھا ہوا خط ملا پڑھ کر خوشی اور اطمینان ہوا۔

اسپین کا سفر ۸ روز کا رہا۔ مدرید (موجودہ اسپین کا دارالسلطنت) ٹیلنڈو (سابق طلیطلہ) غرناطہ، سوّلہ (سابق اشبیلیہ) اور قرطبہ جانا ہوا بڑی حسرت ہوئی۔

وتلک الایام نداولھا بین الناس

۲ نومبر کو ڈاکٹر نے وقت دیا ہے۔ انشاء اللہ ۴ نومبر تک روانگی ہوگی۔ غرناطہ سے ہم نے جو خط لکھا ہے وہ سارے سفر کا نچوڑ ہے۔ جب خطوط کی اشاعت ہو ہی رہی ہے تو اس کو ضرور شائع کر دیا جائے۔ امید ہے لندن والی تقریر مل گئی ہوگی۔ ڈاکٹر صاحب خیریت سے ہیں۔

والسلام

علی

www.abulhasanalinadwi.org